وہ جو بیچتے تھے

عیذا خالد

مکمل ناول

عزہ خالد

وہ جو سپنے تھے

وہ کافی دیر سے معاذ کا انتظار کر رہی تھی پر خدا جانے وہ کہاں رہ گیا تھا تائی جان اس کے بالکل سامنے بیٹھی اسے عجیب سی نظروں سے دیکھ رہی تھیں وہ بڑے صبر اور حوصلے سے ان کی گھوریاں برداشت کر رہی تھی اگر مجبوری نہ ہوتی تو وہ کبھی یہاں کا رخ نہ کرتی۔

عصر کی اذان ہوئی تو تائی جان کو نماز کے لیے اٹھتے دیکھ کر اس نے شکر ادا کیا اور صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر ٹی وی لاؤنج کا جائزہ لینے لگی۔ وہ دو تین ماہ بعد یہاں آئی تھی وہ جانتی تھی تائی جان اسے پسند نہیں کرتیں اس لیے وہ بھی ہمیشہ یہاں آنے سے کتراتی تھی۔

دائیں طرف کچن کی کھڑکی تھی جس سے وہ با آسانی کچن میں کام کرتی ماہ زیب آپی کو دیکھ سکتی تھی اداس گم صم سی ماہ زیب آپی کو دیکھ کر اس کے دل میں فوراً" ان کے لیے ہمدردی کے جذبات پیدا ہوئے تھے۔

ماہ زیب آپی ایک ایسا کردار جنہیں ایک خوب صورت شہزادہ مستقبل کے سہانے سپنے دکھا کر ایسا پردیس گیا کہ واپس آنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔

اشعر بھائی اس کے پھوپھو زاد بھائی تھے انہیں ماہ زیب آپی سے ایسی طوفانی محبت ہوئی کہ منگنی چھوڑ ڈائریکٹ نکاح کر لیا۔ انہیں اعلا تعلیم کے لیے باہر جانا تھا شاید انہیں اپنی بڑی ممانی پر اعتبار نہیں تھا اسی لیے منگنی کے بجائے نکاح کے لیے زور دیا اور اپنی منوا کر چھوڑی اور اب وہ پچھلے چھ سات سال سے ہر سال آنے کا وعدہ کرتے اور پھر ہر سال کوئی نہ کوئی مجبوری آڑے آجاتی۔

پتا نہیں وہ کون سی مجبوریاں تھیں جو ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں۔ زیب آپی پہلے بھی کم بولتی تھیں پر اب تو جیسے انہوں نے بولنا بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اہمل کو ڈر تھا کہیں انتظار کرتے کرتے اس خوب صورت سی شہزادی کی آنکھیں پتھر نہ ہو جائیں۔

"آپی! معاذ آئے تو اسے ہماری طرف بھیج دینا۔"

اہمل کو اب وہاں رکنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔ ماہ زیب نے سر کو ہلکی سی جنبش دی تو اہمل اداس سی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

وہ ابھی مین گیٹ تک پہنچی ہی تھی کہ معاذ گھر میں داخل ہوا۔

"وہ آئے ہمارے گھر خدا کی قدرت۔" معاذ نے چہرے پر خوشگوار مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

"معاذ! شکر ہے تم مجھے یہیں مل گئے' کسی پلمبر کو لے آؤ موٹر خراب ہو گئی ہے اور ٹنکی بالکل خالی ہے۔" اہمل نے فوراً" اپنی آمد کی وجہ بتائی۔

"چلو پہلے میں دیکھ لیتا ہوں چھوٹی موٹی خرابی تو میں بھی دور کر سکتا ہوں۔" معاذ اس کے ساتھ چل پڑا پندرہ منٹ بعد موٹر بالکل ٹھیک چل رہی تھی۔

"تھینک یو معاذ۔ تھینک یو سو مچ۔" اہمل نے تشکر بھرے لہجے میں کہا۔

"موسٹ ویلکم۔" معاذ نے سینے پر ہاتھ رکھ کر ذرا سا جھک کر کہا تو اہمل مسکرا دی۔

"چائے پیو گے؟" اہمل نے حق میزبانی نبھاتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔" معاذ نے نفی میں سر ہلایا اور غور سے

اسے دیکھنے لگا اس کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا کہ ایمل
ہونٹ کچلتے ہوئے دائیں طرف رکھے گملوں کو دیکھنے
لگی۔
"ایمی! مجھے تم سے بات کرنی تھی۔"
ایمل کو اندازہ تھا وہ کیا کہنا چاہتا ہے وہ اسی لمحے سے
ڈرتی تھی وہ اس کے جذبات سے اچھی طرح آگاہ تھی

اس نے بڑی شدت سے دعا مانگی تھی کہ یہ وقت نہ آئے۔

"امل میں امی کو رشتے کے لیے بھیجنا چاہتا ہوں، میں تم سے شادی..." وہ کئی دنوں سے الفاظ ترتیب دے رہا تھا آج بہت سادہ لفظوں میں اپنا مدعا بیان کرنے لگا تو امل نے اس کی بات کاٹ دی۔

"آئی ایم سوری معاذ! میں تم سے شادی نہیں کر سکتی۔"

"مگر کیوں؟" اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ امل انکار کردے گی۔

"میں... میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔"

"ضروری تو نہیں ہے نا معاذ، جس سے محبت کی جائے ہم اسے حاصل بھی کرلیں۔ ہر محبت کی کہانی میں ہیپی اینڈ تو نہیں ہوتا نا۔" امل نے اسے وہ بات سمجھانی چاہی جو کئی سالوں سے خود کو سمجھانے کی کوشش کررہی تھی پر ناکام تھی۔

"وجہ؟" وہ صرف ایک لفظ بول پایا تھا۔

"تائی جان مجھے پسند نہیں کرتیں، انہیں یہ ڈر ہے کہ میں تمہیں ان سے چھین لوں گی، میں "ہاں" کرکے ان کے شک کو ہوا نہیں دینا چاہتی، وہ تمہاری شادی اپنی بھانجی سے کرنا چاہتی ہیں ندا بہت اچھی لڑکی ہے تم اس کے ساتھ...."

"اگر میں امی کو منالوں تو...؟" معاذ نے اس کی بات کاٹتے ہوئے پوچھا۔

"تو بھی نہیں...."

امل کے جواب پر معاذ نے ایک نظر اسے دیکھا امل نے فوراً نظریں چرالیں۔ اس کی آنکھوں میں دکھ تھا رد کیے جانے کا دکھ....

"آئی ایم سوری معا...." امل نے سر اٹھاتے ہوئے کہنا چاہا پر معاذ واپسی کے لیے مڑ چکا تھا امل کی آواز سن کر بھی وہ رکا نہیں تھا جلدی جلدی قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگا۔

"معاذ مجھے پتا ہے تم تائی جان کو منالیتے، اکلوتے بیٹے کی ضد کے سامنے وہ ہار جاتیں پر میں انہیں جانتی ہوں وہ مجھے کبھی دل سے قبول نہ کرتیں۔" وہ معاذ کی پشت دیکھتے ہوئے خود کلامی کررہی تھی۔

"معاذ تم بہت اچھے ہو، میں تمہیں دھوکا کیوں دوں، میرے دل پر تو بس اسی کا قبضہ ہے، میں اسے دعا میں نہ مانگوں تو میری دعا مکمل نہیں ہوتی اسے سوچنا مجھے اچھا لگتا ہے، میں وہ انوکھی لاڈلی ہوں جو چاند کی خواہشمند ہے، میں جانتی ہوں چاند میری دسترس سے دور ہے پر... پر میں اس دل کا کیا کروں۔" امل نے بے بسی سے ہونٹ کچلے تھے۔

پانچ سال ہونے کے باوجود وہ اس شخص کے سحر سے نہیں نکل پائی تھی ان پانچ سالوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔ وقت، حالات، رشتے ناتے یہاں تک کہ امل رضا خود بھی، بہت بدل گئی تھی پر کوشش کے باوجود بھی وہ اس شخص کو نہیں بھول سکی تھی صرف تین ملاقاتوں میں وہ "زیان بن حسان" کی دیوانی بن گئی تھی۔

اس میں امل رضا کا کوئی قصور نہیں تھا وہ تھا ہی ایسا کہ اس نے دیکھا اور بس فتح کرلیا۔

امل کوئی جذبات کی ماری ہوئی لڑکی نہیں تھی بہت مضبوط اعصاب کی مالک تھی وہ پر صرف تب تک جب تک زیان سے نہیں ملی تھی۔ اس نے کہیں پڑھا تھا حسین چہرے جان کا عذاب ہوتے ہیں زیان بن حسان کو دیکھنے کے بعد وہ اس بات سے اتفاق کرنے لگی تھی۔

☼ ☼ ☼

"فری! یو نو میں آل ریڈی اسپیچ اور بیت بازی کامپٹیشن میں حصہ لے چکی ہوں اب یہ سائنس کوئز... کیسے تیاری کروں گی؟" امل نے پریشانی سے فروہ کو دیکھا جو بتانے آئی تھی سائنس کوئز میں حصہ لینے والی نازش اچانک بیمار ہوگئی تھی میڈم غوری بہت پریشان تھیں فروہ احسان نے فوراً ان کی پریشانی دور کردی تھی۔

"تمہیں تیاری کی کوئی ضرورت نہیں ہے، میری

فل تیاری ہے تم بس خانہ پری کے لیے وہاں بیٹھ جانا۔" اور پھر فروہ کی منتوں اور تسلیوں کے بعد وہ راضی ہوگئی۔ پر اگلے دن سائنس کوئز میں بیٹھی ایمل، فروہ کو منہ بھر بھر کر برا بھلا کہہ رہی تھی فروہ نے ایک بھی سوال کا صحیح جواب نہیں دیا تھا ہال میں بیٹھے گورنمنٹ کالج کے لڑکے دل کھول کر ان کا مذاق اڑا رہے تھے حالانکہ اس مقابلے میں ان سے بھی نکمی ٹیمز موجود تھیں پر ان کا کالج زیادہ نشانے پر اس لیے تھا کہ ہر سال ہونے والے ان مقابلوں میں ان کا کالج ہمیشہ نمایاں رہتا تھا۔

"فروہ کی بچی کہاں گئی وہ تمہاری تیاری؟ تم ذرا ہال سے باہر نکلو، میں تمہارا گلا دبا دوں گی۔" ایمل نے مائیک سائیڈ پر کرتے ہوئے فروہ کے کان کے قریب ہو کر آہستگی سے کہا۔

"مجھے کیا پتا تھا اتنے الٹے سیدھے سوال ہوں گے تم خود بتاؤ مجھے کیا پتا کتے کے منہ میں کتنے دانت ہوتے ہیں مانا کہ مجھے بچپن میں ایک بار کتے نے کاٹا تھا پر میں نے دانت گنے نہیں مجھے اس وقت پتا ہوتا کہ سائنس کوئز میں مجھ سے ایسے سوال کیے جائیں گے تو میں ضرور گنتی۔" فروہ شروع ہوئی تو رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی ایمل نے اسے کہنی مار کر چپ کروایا کیونکہ کمپیئرنگ کرتے ٹیچر کا رخ اب ان کی طرف تھا۔

"ٹیم بی گورنمنٹ گرلز کالج سے ہمارا سوال ہے کہ ہنسنے کے دوران انسانی جسم کے کتنے اعصاب حرکت کرتے ہیں؟"

فروہ نے فوراً "ایمل کی طرف دیکھا پر وہ بے رخی سے منہ پھیر چکی تھی۔ مطلب صاف تھا کہ اس سے امید نہ رکھی جائے۔ اسے تو رہ رہ کر بیت بازی اور اسپیچ کامپٹیشن کی فکر ستا رہی تھی۔

"دانت باہر آتے ہیں، آنکھیں بھی بچ جاتی ہیں، کان سکڑ جاتے ہیں۔" فروہ کو انگلیوں پر گنتے دیکھ کر ایمل کو بے ساختہ ہنسی آئی اگلے ہی لمحے بیل بج گئی۔

"ٹیم بی آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ہنسنے کے دوران انسانی جسم کے چار سو اعصاب براہ راست حرکت کرتے ہیں۔"

"میں نے بھی یہی جواب دینا تھا بس بیل جلدی بج گئی۔" فروہ نے ایمل کے کان کے قریب ہوتے ہوئے سرگوشی کی۔ ایمل اس کے اس جھوٹ پر اسے گھورے بغیر نہ رہ سکی۔

اگلا راؤنڈ شروع ہونے سے پہلے چار نکمی ٹیمز کو مقابلے سے باہر کر دیا گیا جس میں ان کی ٹیم بھی شامل تھی۔ ایمل کا موڈ سخت آف تھا گورنمنٹ کالج کے لڑکے سیٹیاں اور تالیاں بجا بجا کر اپنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔ فری جی بھر کر انہیں کوس رہی تھی۔

"خدا کرے اگلے راؤنڈ میں سب سے پہلے ان کی ٹیم نکلے کمینے کتنے خوش ہو رہے ہیں۔" فروہ کو گورنمنٹ کالج کے لڑکوں کی خوشی ایک آنکھ نہ بھائی تھی۔

ایمل نے بیگ سے دیوان غالب نکال لیا تھا۔ اسے اب کل ہونے والے بیت بازی مقابلے کی تیاری کرنی تھی جبکہ فروہ گورنمنٹ کالج کے لڑکوں کو بددعائیں دینے میں مصروف تھی۔

☆ ☆ ☆

ایمل نے سامنے بیٹھی ٹیم "اے" کو دیکھا وہ کسی پرائیویٹ کالج کی ٹیم تھی۔ درمیان میں بیٹھا زیان بن حسان اپنی وجاہت اور دلکش پرسنالٹی کی وجہ سے سب میں نمایاں تھا۔ وہ اعتماد سے مائیک تھامے بیٹھا تھا اسے اپنی متاثر کن شخصیت کا بہت اچھی طرح احساس تھا۔ ہال میں بیٹھے اسٹوڈنٹس ہی نہیں ٹیچرز بھی اس سے متاثر نظر آ رہے تھے۔ فروہ بار بار اس کے کان میں سرگوشیاں کر رہی تھی۔ وہ جتنا اس سے نظر ہٹانا چاہ رہی تھی فروہ اتنا ہی اس کی کوشش ناکام کر رہی تھی۔

"اس کی رسٹ واچ دیکھو کتنی خوب صورت ہے۔"

"فری کیا ہو گیا ہے۔" ایمل نے اسے ٹوکا۔ "کیوں پاگل ہو رہی ہو اس کے پیچھے۔"

"امی ایک میں نہیں پورا ہال تاڑ رہا ہے اسے 'میرا قصور نہیں ہے وہ ہے ہی اتنا خوب صورت' اس کے ساتھ جو دونوں بیٹھے ہیں وہ بھی اچھے خاصے ہیں پر وہ تو سر سے پاؤں تک کسی بہت اچھی کمپنی کی برانڈ لگ رہا ہے۔" ایمل نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا بات تو اس کی سولہ آنے درست تھی۔

خدا خدا کر کے مہمان خصوصی کی آمد ہوئی جو اپنے دیے گئے ٹائم سے ڈیڑھ گھنٹہ لیٹ تھے وہ ملک کے جانے مانے شاعر تھے۔ ان کی آمد کے فوراً" بعد کمپیئرنگ کے فرائض انجام دینے والے ٹیچر مائیک تھامے اسٹیج پر آگئے تھے اور پہلا شعر پڑھ کر مقابلے کا آغاز کیا۔

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہو گا

"جی ٹیم "اے" الف سے شروع کیجیے۔" کمپیئر نے اپنا رخ ٹیم اے کی طرف کیا۔ ہال میں بیٹھے لوگوں کی نظریں پہلے ہی زیان بن حسان پر تھیں۔

اہل ہنر کو مجھ پر وصی اعتراض ہے
میں نے جو اپنے شعر میں ڈھالے تمہارے خط

زیان بن حسان کے لبوں سے یہ شعر نکلا اور ہال میں بیٹھے لوگ زور زور سے تالیاں بجا رہے تھے۔ ایمل اور فروہ نے حیرت سے ہال میں بیٹھے لوگوں کو دیکھا۔

"امی تم مانو یا نہ مانو یہ اپنے رشتے داروں کو لایا ہے۔"

"جی ٹیم بی" "ط" کمپیئر گورنمنٹ بوائز کالج کی طرف متوجہ ہوئے پر ان کی تو جیسے سٹی گم ہو چکی تھی۔ وہ حیرت کی تصویر بنے ٹیم اے کو دیکھ رہے تھے جیسے "ڑ" سے کوئی لفظ نہیں بنتا تو "ط" سے بھی کوئی لفظ نہ بنتا ہو۔

ایمل نے سامنے بیٹھے اپنے روایتی حریف گورنمنٹ بوائز کالج کے لڑکوں کو دیکھا جو بڑی بے بس نظروں سے ہال میں بیٹھے لوگوں کو دیکھ رہے تھے۔

تیس سیکنڈ پورے ہوتے ہی بزر بج گیا اور ٹیم "بی" مقابلے سے باہر ہو گئی اور اسے اسٹیج سے اٹھنے کا اشارہ مل گیا۔

"ٹیم اے نے ٹیم بی کو پہلے ہی شعر پر کلین بولڈ کر دیا اور پویلین کی راہ دکھا دی۔"

میزبان ٹیچر کرکٹ کے شوقین دکھائی دے رہے تھے۔

"اسے کہتے ہیں غرور کا سر نیچا۔" فروہ نے فوراً" اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ اسے جانے کیوں ٹیم بی سے ہمدردی محسوس ہوئی تھی۔

"کتنی تیاری کی ہو گی بے چاروں نے۔۔۔۔"

"ٹیم سی آپ کی باری ہے۔" میزبان ٹیچر کی آواز پر وہ فوراً" ٹیم "سی" کی جانب متوجہ ہو گئی جس میں موجود تین لڑکیاں پہلے ہی تیار تھیں۔

طبع آزاد پر قید رمضاں بھاری ہے
تم ہی کہہ دو کیا یہی آئین وفاداری ہے

"سرسید کالج آپ کی باری ہے۔"

یارب غم ہجراں میں اتنا تو کیا ہوتا
جو ہاتھ جگر پر ہے دست دعا ہوتا

سرسید کالج کی نمائندگی کرتے وہ تینوں لڑکے چہرے پر کچھ ایسی مصنوعی ذہانت سجائے ہوئے تھے کہ اس ہال میں ان سے زیادہ ذہین فطین کوئی نہیں ہے یہ فروہ کا ان کے بارے میں خیال تھا اور ایمل اس سے متفق تھی۔

"جی گورنمنٹ گرلز کالج۔" میزبان ٹیچر ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی پچھلے کئی سالوں سے ہر سال ہونے والے مقابلوں میں گورنمنٹ گرلز کالج کی ٹیم نمایاں تھی۔

امید تو بندھ جاتی تسکین تو ہو جاتی
وعدہ نہ وفا کرتے وعدہ تو کیا ہوتا

ایمل کے شعر پر ہال تالیوں سے گونج رہا تھا اس لمحے ہال میں بیٹھے لوگوں کی نظر زیان بن حسان سے ہٹی تھی اور یہ بات زیان بن حسان کو بڑی ناگواری گزری تھی اسے ہمیشہ فرنٹ پر رہنا پسند تھا سامنے بیٹھی ایمل رضا اسے زہر لگ رہی تھی۔

ایک گھنٹے میں چار ٹیمز نکل چکی تھیں۔ زیان نے

اپنے ساتھ بیٹھی دونوں ٹیمز کو مقابلے سے باہر کردیا تھا اسے بانگ درا' دیوان غالب سب حفظ تھیں۔

وہ ایک کے بعد ایک مشکل حرف دے کر ساتھ والی ٹیم کو زچ کررہا تھا۔

"ابھی اب یہ اقبال کا جانشین ہمیں باہر کرے گا۔" سرسید کالج جیسے ہی مقابلے سے باہر ہوا تھا فروہ نے فکر مندی سے اہمل کو دیکھا تھا۔

"کوئی بات نہیں ویسے بھی اب صرف تین ٹیمز بچی ہیں تینوں میں سے ایک پوزیشن تو ہماری ہوگی نا۔" زارا نے فروہ کو حوصلہ دیا مائیک پر اہمل کی گرفت مضبوط ہوگئی تھی۔ زیان بن حسان بڑی بارعب آواز میں اقبال کا شعر پڑھ رہا تھا۔ اس کے بعد ان کی باری تھی۔

ابھی طلسم کہن میں اسیر ہے آدم
بغل میں اس کی ہیں اب تک بتان عہد عتیق

میزبان ٹیچر ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

قاتل میرا نشان مٹانے پر بضد ہے
میں بھی نوک خنجر پر سر چھوڑ جاؤں گا
دشمن کریں گے میری دلیری پر بھرے
میں مرکر بھی زندگی کی خبر چھوڑ جاؤں گا

ہال تالیوں سے گونج رہا تھا۔ زیان بن حسان نے ناپسندیدگی سے نچلا ہونٹ دانتوں میں بھینچ لیا تھا۔ اہمل رضا کا یوں فرنٹ پر آنا اس کی خود پسند طبیعت پر سخت ناگوار گزر رہا تھا اُسے ہر صورت اس ٹیم کو مقابلے سے باہر کرنا ہے وہ اپنے ذہن میں ایسے تمام اشعار کو ترتیب دے رہا تھا جن کے آخر میں ایسے حرف آتے ہوں جس سے گورنمنٹ گرلز ٹیم جلد از جلد مقابلے سے باہر ہوجائے۔

وہ اگر زیان بن حسان تھا تو وہ بھی اہمل رضا تھی وہ اسے جتنا آسان ہدف سمجھ رہا تھا وہ اتنا آسان نہیں تھا ایسا محسوس ہورہا تھا یہ مقابلہ بس اہمل رضا اور زیان بن حسان کے بیچ ہے۔

وہ بلائیں تو کیا تماشا ہو
ہم نہ جائیں تو کیا تماشا ہو

"جی گورنمنٹ گرلز کالج۔"

وقت کی چند ساعتیں ساغر
لوٹ آئیں تو کیا تماشا ہو
یہ کناروں سے کھیلنے والے
ڈوب جائیں تو کیا تماشا ہو

آخری مصرعہ پڑھتے ہوئے اہمل رضا نے زیان کو دیکھا تھا۔ زیان بن حسان کو لگا تھا وہ دو ٹکے کی لڑکی اس کی انسلٹ کررہی ہے اسے چیلنج کررہی ہے۔ اس نے تحقیر بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ وہ شاید اسے جانتی نہیں تھی اس نے بچپن سے آج تک اپنے اسکولز اور کالجز میں ٹاپ کیا تھا۔ اس کا اکیڈمک ریکارڈ اس کی پرسنالٹی ہر چیز شاندار تھی وجاہت اور ذہانت ہر چیز میں وہ غیر معمولی تھا۔

"جی فاطمہ زہرہ کالج۔" میزبان ٹیچر نے مقابلے میں موجود تیسری ٹیم کی جانب متوجہ ہوئے۔

واعظ کسے ڈرائے ہے یوم حساب سے
گریہ میرا نامہ اعمال دھو گیا

فاطمہ زہرہ کالج کی لڑکی نے فوراً شعر پڑھا تو زیان کی آواز ہال میں گونجی۔

ایک مسافت صدیوں کی
میں اور میری ذات کے بیچ

اہمل نے فوراً فروہ اور زارا کی طرف دیکھا اسے اس حرف سے کوئی شعر اس وقت یاد نہیں آرہا تھا وہ دونوں خاموش تھیں۔ کچھ دیر بعد گھنٹی بج گئی تھی تیس سیکنڈ پورے ہوچکے تھے ان کی ٹیم مقابلے سے باہر ہوگئی تھی وہ تینوں بجھے دل کے ساتھ اٹھ گئی تھیں۔

چلتے چلتے یاد آیا رستے میں
بچپن رکھ کر بھول آیا میں بستے میں

فاطمہ زہرہ کالج کی لڑکی شعر پڑھ رہی تھی اہمل کو افسوس ہوا یہ شعر تو اسے بھی یاد تھا پر اب کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔ وہ بڑی مشکلوں سے اپنے آنسو روکتے ہوئے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

ناز ہے طاقت گفتار پہ انسانوں کو
بات کہنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

اپنے ساتھ بیٹھی دونوں ٹیمز کو مقابلے سے باہر کر دیا تھا۔ اسے بانگ درا' دیوان غالب سب حفظ تھیں۔

وہ ایک کے بعد ایک مشکل حرف دے کر ساتھ والی ٹیم کو زچ کر رہا تھا۔

"ہمیں اب یہ اقبال کا جانشین ہمیں باہر کرے گا۔" سرسید کالج جیسے ہی مقابلے سے باہر ہوا تھا فروہ نے فکر مندی سے ابھل کو دیکھا تھا۔

"کوئی بات نہیں ویسے بھی اب صرف تین ٹیمز بچی ہیں تینوں میں سے ایک پوزیشن تو ہماری ہو گی نا۔" زارا نے فروہ کو حوصلہ دیا مائیک پر ابھل کی گرفت مضبوط ہو گئی تھی۔ زیان بن حسان بڑی بارعب آواز میں اقبال کا شعر پڑھ رہا تھا۔ اس کے بعد ان کی باری تھی۔

ابھی طلسم کہن میں اسیر ہے آدم
بغل میں اس کی ہیں اب تک بتان عہد عتیق

میزبان ٹیچر ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

قاتل میرا نشان مٹانے پہ ہے بضد
میں بھی نوک خنجر پر سر چھوڑ جاؤں گا
دشمن کریں گے میری دلیری پر تبصرے
میں مر کر بھی زندگی کی خبر چھوڑ جاؤں گا

ہال تالیوں سے گونج رہا تھا۔ زیان بن حسان نے ناپسندیدگی سے نچلا ہونٹ دانتوں میں بھینچ لیا تھا۔ ابھل رضا کا یوں فرنٹ پر آنا اس کی خود پسند طبیعت پر سخت ناگوار گزر رہا تھا اسے ہر صورت اس ٹیم کو مقابلے سے باہر کرنا ہے وہ اپنے ذہن میں ایسے تمام اشعار کو ترتیب دے رہا تھا جن کے آخر میں ایسے حرف آتے ہوں جس سے گورنمنٹ گرلز ٹیم جلد از جلد مقابلے سے باہر ہو جائے۔

وہ اگر زیان بن حسان تھا تو وہ بھی ابھل رضا تھی وہ اسے جتنا آسان ہدف سمجھ رہا تھا وہ اتنا آسان نہیں تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا یہ مقابلہ بس ابھل رضا اور زیان بن حسان کے بیچ ہے۔

وہ بلائیں تو کیا تماشا ہو
ہم نہ جائیں تو کیا تماشا ہو

"جی گورنمنٹ گرلز کالج۔"

وقت کی چند ساعتیں ساغر
لوٹ آئیں تو کیا تماشا ہو
یہ کناروں سے کھیلنے والے
ڈوب جائیں تو کیا تماشا ہو

آخری مصرعہ پڑھتے ہوئے ابھل رضا نے زیان کو دیکھا تھا۔ زیان بن حسان کو لگا تھا وہ دو ٹکے کی لڑکی اس کی انسلٹ کر رہی ہے اسے چیلنج کر رہی ہے۔ اس نے تحقیر بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ وہ شاید اسے جانتی نہیں تھی اس نے بچپن سے آج تک اپنے اسکولز اور کالجز میں ٹاپ کیا تھا۔ اس کا اکیڈمک ریکارڈ اس کی پرسنالٹی ہر چیز شاندار تھی وجاہت اور ذہانت ہر چیز میں وہ غیر معمولی تھا۔

"جی فاطمہ زہرہ کالج۔" میزبان ٹیچر نے مقابلے میں موجود تیسری ٹیم کی جانب متوجہ ہوئے۔

واعظ کسے ڈراتے ہے یوم حساب سے
گریہ میرا نامہ اعمال دھو گیا

فاطمہ زہرہ کالج کی لڑکی نے فوراً" شعر پڑھا تو زیان کی آواز ہال میں گونجی۔

ایک مسافت صدیوں کی
میں اور میری ذات کے بیچ

ابھل نے فوراً" فروہ اور زارا کی طرف دیکھا اسے اس حرف سے کوئی شعر اس وقت یاد نہیں آ رہا تھا وہ دونوں خاموش تھیں۔ کچھ دیر بعد گھنٹی بج گئی تھی تیس سیکنڈ پورے ہو چکے تھے ان کی ٹیم مقابلے سے باہر ہو گئی تھی وہ تینوں بجھے دل کے ساتھ اٹھ گئی تھیں۔

چلتے چلتے یاد آیا رستے میں
بچپن رکھ کر بھول آیا میں بستے میں

فاطمہ زہرہ کالج کی لڑکی شعر پڑھ رہی تھی ابھل کو افسوس ہوا یہ شعر تو اسے بھی یاد تھا پر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ بڑی مشکلوں سے اپنے آنسو روکتے ہوئے سیڑھیاں اتر رہی تھی۔

ناز ہے طاقت گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

اس نے فوراً مڑ کر دیکھا تھا زیان بن حسان چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ لیے اقبال کا شعر پڑھ رہا تھا۔ اہمل کو ایسا محسوس ہوا یہ شعر خاص طور پر اس کے لیے پڑھا گیا ہے۔

"ایڈیٹ... کیسے شعر مارا ہے ہم پر...." فروہ کو جی بھر کر غصہ آیا تھا۔

"اللہ کرے جیسے ہمیں نکالا ہے ایسے ہی یہ خود بھی نکلے۔" فروہ باقاعدہ ہاتھ پھیلا کر بددعائیں دے رہی تھی۔

کچھ ہی دیر بعد فیصلہ ہو گیا تھا زیان بن حسان اور اس کی ٹیم ناقابل شکست قرار پائی تھی۔

☼ ☼ ☼

"یہ آج بھی آیا ہے۔"

زیان بن حسان پر نظر پڑتے اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

"لگتا ہے اس کے کالج کے پاس ایک یہی نمونہ ہے۔" فروہ نے ناگواری سے کہا تھا کل یہی فروہ اس کی تعریفوں میں رطب اللسان تھی اور آج اسے نمونہ کہہ رہی تھی وجہ کل ہونے والے بیت بازی مقابلہ تھا۔

زیان بن حسان کو اسٹیج پر بلایا گیا تھا۔ اس اسپیچ کامپٹیشن کا عنوان تھا۔

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت
احساس مروت کو کچل دیتے ہیں آلات

ابھی کچھ دیر پہلے گورنمنٹ بوائز کالج کا اسٹوڈنٹ اس عنوان کی فیور میں دلائل دے کر گیا تھا زیان کو اس کی مخالفت میں دلائل دینے تھے۔

زیان بن حسان کے دلائل تو شاید اتنے مضبوط نہیں تھے پر اس کا لہجہ بہت مضبوط تھا۔ اس کی ساحرانہ شخصیت اس کی خوب صورت آواز نے ہال میں بیٹھے لوگوں پر سحر پھونک دیا تھا۔ اہمل رضا کی نظر اس کے خوب صورت ہاتھ پر بندھی بیش قیمت رسٹ واچ پر تھی وہ بار بار دلائل دیتے ہوئے بڑے مہذب انداز میں اپنا ہاتھ ہوا میں لہرا رہا تھا وہ اتھی گرے آنکھوں سے ہال میں جس طرف دیکھتا تھا وہاں موجود لوگ کچھ دیر کے لیے سانس لینا بھول جاتے تھے وہ تھا ہی اتنی دلفریب اور ہوشربا شخصیت کا مالک...

وہ ہال میں بیٹھے لوگوں پر سحر پھونک کر جا چکا تھا۔

"اب آئیں گی گورنمنٹ گرلز کالج کی اہمل رضا"

اپنا نام سن کر اہمل کے اوسان خطا ہو گئے تھے اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ زیان کے بعد اس کی باری ہو گی۔ وہ تو زیان بن حسان کے سحر میں جکڑی ہوئی تھی اسے تو بس یہ یاد تھا۔

زیان بن حسان کی رسٹ واچ بہت خوب صورت ہے یا شاید وہ اس لیے اتنی خوب صورت لگ رہی ہے کہ اسے زیان نے پہنا ہوا ہے اس کی قدر و قیمت بڑھ گئی ہے اس کے نصیب جاگ گئے ہیں کہ وہ زیان بن حسان کے ہاتھ میں ہے۔

زیان بن حسان یونانی دیوتاؤں سے زیادہ خوب صورت ہے اس کی پرکشش گرے آنکھیں جس پر پڑتی ہیں وہ سانس لینا بھول جاتا ہے۔

"اہمل۔" مسز غوری نے اسے پکارا تھا وہ فوراً ہوش میں آئی تھی۔ اسے مجبوراً "اٹھنا پڑا تھا وہ مرے مرے قدموں سے اسٹیج کی طرف جا رہی تھی۔ اسے کچھ یاد نہیں آ رہا تھا اسے اپنی اسپیچ بھول گئی تھی کتنی محنت سے اس نے اسپیچ تیار کی تھی کتنے مضبوط دلائل تھے وہ اسٹیج پر جا کر کیا کہے گی....؟

متوقع بے عزتی کا خیال آتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔

"یا اللہ مدد۔" اس نے بڑی شدت سے پکارا تھا۔

اس کی پکار سنی گئی تھی۔ اسٹیج پر پہلا قدم رکھتے ہی اسے اپنی اسپیچ یاد آ گئی تھی۔

اور پھر اس نے زیان بن حسان کے سحر کو توڑ دیا تھا۔

ہال میں بیٹھے لوگ اس کے مضبوط دلائل اور خوب صورت انداز سے متاثر ہو رہے تھے ججز کے فرائض انجام دینے کے لیے اردو ڈیپارٹمنٹ کے پروفیسرز کو خصوصی طور پر بلایا گیا تھا۔ اہمل رضا زیان بن حسان کا سحر توڑ کر جا چکی تھی۔ ایک کے بعد ایک

سٹوڈنٹ آکر اپنے خیالات کا اظہار کر رہا تھا۔
نتیجے کے اعلان کا وقت آیا تو اہمل کی ہارٹ بیٹ تیز ہو گئی۔ اس نے اردگرد نظر دوڑائی وہ زیان بن حسان کو دیکھنا چاہ رہی تھی پر وہ جانے کہاں تھا۔
تیسرے نمبر پر آنے والا سرسید کالج کا اسٹوڈنٹ خوشی سے جھومتا اسٹیج پر گیا تھا اس کے انداز پر ہال میں بیٹھے لوگوں کے چہرے بے ساختہ مسکرائے تھے۔
"دوسرے نمبر پر ہیں زیان بن حسان۔
زیان بن حسان سے گزارش ہے کہ اسٹیج پر آکر اپنی ٹرافی وصول کریں۔" میزبان ٹیچر نے ہال پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔ کچھ ہی دیر بعد ایک لڑکا تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اسٹیج پر آیا تھا اور زیان بن حسان کی طبیعت کی خرابی کا بتا کر اس کی ٹرافی وصول کی۔ یہ ان دو لڑکوں میں سے ایک تھا جو کل بیت بازی کے مقابلے میں اس کے ساتھ تھے۔
"پہلے نمبر پر ہیں اہمل رضا۔۔۔ گورنمنٹ گرلز کالج کی اہمل رضا جنہوں نے کل ہونے والے بیت بازی کے مقابلے میں اپنے خوب صورت اشعار سے حاضرین کے دل موہ لیے تھے اور آج اپنے مضبوط دلائل سے ہر ایک کو متاثر کیا۔"
میزبان ٹیچر کے تعریفی جملے اسے خوش نہیں کر پائے تھے اس کے دل و دماغ تو زیان بن حسان میں اٹکے ہوئے تھے اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ زیان بن حسان کو اچانک کیا ہو گیا۔ وہ اسٹیج پر کیوں نہیں آیا شاید شکست اس کے لیے ناقابل برداشت ہے اور وہ بھی ایک لڑکی سے۔۔۔

☆ ☆ ☆

"زیان کہاں ہے؟" حسان احمد نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مہتاب سے سوال کیا۔
"کل سے کمرہ بند کیا ہوا ہے کھانا لے کر گئی تھی دروازہ نہیں کھولا' پورا کمرہ بکھیر دیا ہے ساری شیلڈز ٹرافیز توڑ دی ہیں۔" مہتاب حسان پریشان سی صورت بنائے حسان احمد کو بتا رہی تھیں۔
"کیوں؟" حسان احمد نے سوالیہ نظروں سے مہتاب کو دیکھا۔
"آپ کو بتایا تھا نا کل شہر کے تمام کالجز کا اسپیچ کامپٹیشن تھا۔" مہتاب نے انہیں یاد دلانا چاہا۔
"اوہ ہاں۔" حسان احمد کو یاد آیا۔
"سیکنڈ پوزیشن تھی نا۔۔۔ پھر یہ ردعمل کیوں؟" حسان احمد نے اپنی پلیٹ میں کھانا ڈالتے ہوئے پوچھا۔
"آپ کو پتا ہے نا بچپن سے آج تک ہمیشہ فرسٹ آیا ہے وہ۔ اس کے لیے یہ ناقابل برداشت ہے کہ کوئی اس سے پہلے ہو' کوئی اس سے آگے ہو' آپ اسے سمجھائیں زندگی میں ہار جیت دونوں چلتی رہتی ہیں ضروری تو نہیں ہے وہ ہر جگہ جیتے' وہ خود کو ناقابل شکست تصور کرنے لگا ہے۔" مہتاب کے چہرے پر فکر مندی کی لکیریں تھیں۔
"تم فکر مت کرو' میں بات کروں گا اس سے' ابھی تو مجھے ایئر پورٹ کے لیے نکلنا ہے بزنس ٹرپ سے واپس آکر اس سے بات کروں گا۔" حسان احمد نے کھانا کھاتے ہوئے انہیں تسلی دی۔ مہتاب کی پریشانی کسی طور کم نہیں ہوئی تھی۔ کھانے سے فارغ ہو کر حسان احمد ایئر پورٹ کے لیے نکل گئے تھے۔ انہوں نے کچھ سوچتے ہوئے زیان کے دوست کا نمبر ملایا۔
"ہیلو موحد بات کر رہے ہو۔" دوسرے طرف سے "ہیلو" سن کر وہ فوراً بولیں۔
"جی آپ کون؟"
"بیٹا میں زیان کی ماما بات کر رہی ہوں۔"
"جی آنٹی کیسی ہیں آپ؟" دوسرے طرف سے بڑے مہذب اور شائستہ انداز میں پوچھا گیا تھا۔
"میں بس ٹھیک ہوں بیٹا۔۔۔ تم سے ایک کام تھا۔"
"جی آنٹی حکم کیجیے۔"
"بیٹا زیان نے کل سے کمرہ بند کیا ہوا ہے کچھ کھا پی بھی نہیں رہا تم آؤ اس سے بات کرو اسے سمجھاؤ' زیان کے پاپا سے کہا تھا اس سے بات کریں پر ان کے لیے تو بزنس میٹنگ' بزنس ٹرپ زیادہ امپورٹنٹ ہیں۔"
مہتاب حسان اتنی پریشان تھیں کہ انہیں احساس ہی

نہیں ہوا تھا وہ بیٹے کے دوست کے سامنے حسان احمد سے ہونے والی شکایات بتا رہی ہیں۔
"آنٹی آپ فکر مت کریں' میں آتا ہوں کچھ دیر میں۔" موحد کی بات پر ان کی پریشانی کافی حد تک کم ہو گئی تھی۔ آدھے گھنٹے بعد موحد آگیا تھا۔ مہتاب آنٹی کو تسلیاں اور دلاسے دے کر وہ زیان کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ دیر دروازہ بجانے کے بعد آخر کار زیان نے دروازہ کھول دیا تھا۔ زیان کا اور کمرے کا حلیہ دیکھ کر موحد ایک پل کے لیے کچھ بول ہی نہیں پایا تھا۔
"یہ... یہ کیا ہے؟" موحد نے کمرے میں ایک نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔
"کیا ہو گیا زیان... ہار جیت تو کھیل کا حصہ ہوتی ہے... جو ہارنے کا حوصلہ نہ رکھیں انہیں جیتنے کا کوئی حق نہیں ہوتا... کل جو تم نے مس بے ہیو کیا سر لاشاری بہت غصہ ہو رہے تھے ہمارے کالج کا ایک نام ہے ایک ساکھ ہے اس کی' تم نے کل جس طرح پرائز لینے سے انکار کر دیا تھا..."
"موحد پلیز... مجھے یہ نصیحت وغیرہ مت کیا کرو۔" زیان نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تھا۔
"جہاں تک رہی بات پرائز لینے سے انکار کرنے کی' تو انہوں نے میرے سامنے اس لڑکی کو فوقیت دی تھی... میں زندگی میں کبھی نہیں ہارا' انہوں نے مجھے ایک لڑکی سے ہرا دیا... ایک لڑکی سے... مائی فٹ" اس نے سامنے پڑی کرسی کو پیر سے زور سے ٹھوکر ماری۔ اس کا غصہ کسی طور ختم نہیں ہو رہا تھا۔
"زیان انہیں وہ تم سے زیادہ قابل لگی ہو گی اس کے دلائل..." موحد نے کچھ کہنا چاہا تھا پر زیان نے اس کی بات کاٹ دی تھی۔
"وہ زیان بن حسان سے زیادہ قابل نہیں ہو سکتی۔" زیان چلایا تھا موحد نے اس خود پسند انسان کو دیکھ کر سر پکڑ لیا تھا۔ اسے سمجھانا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ بری طرح اس کے حواسوں پر سوار تھا وہ آنکھیں بند کرتی تو وہ گرے آنکھوں والا یونانی دیوتا اس کے سامنے آجاتا تھا وہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتی تو بس اسے ہی مانگنے جاتی۔ اس کا سحر کسی طور کم نہیں ہو رہا تھا۔ اتنا عرصہ گزر گیا تھا انہوں نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔ وہ ابھی بھی کتاب آگے رکھے کتاب میں رکھی زیان بن حسان کی تصویر دیکھ رہی تھی۔
"امی یہ کیا ہے؟" فروہ نے اس کے ہاتھ سے کتاب جھپٹتے ہوئے پوچھا تھا۔ کتاب میں رکھی تصویر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں بے تحاشا حیرت تھی امل رضا نے اس طرح کی چھچھوری حرکتیں کبھی نہیں کی تھیں۔ وہ تصویر اخبار سے لی گئی تھی۔
"انٹر میں ٹاپ کرنے والے زیان بن حسان۔"
امل شرمندگی سے ہونٹ کاٹ رہی تھی اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا وہ اس معاملے میں خود کو بے بس پاتی تھی۔
"امل!" فروہ کی حیرت کسی طور کم نہیں ہو رہی تھی وہ ایک نظر تصویر کو دیکھ رہی تھی اور ایک نظر امل کو... جس کے گالوں پر بہنے والے آنسو اس کی بے بسی کی داستان سنا رہے تھے جب دل انسان کے اختیار میں نہیں رہتا تو انسان یونہی بے بس ہو جاتا ہے اور دل تو ایک انوکھا لاڈلا ہے جو کھیلنے کو چاند مانگ لیتا ہے اسی لیے اس دل کو کبھی بچے سے تشبیہ دی جاتی ہے تو کبھی پاگل کہا جاتا ہے اسی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر امل رضا نے یہ حرکت کی تھی جسے وہ ہمیشہ تھرڈ کلاس حرکتیں کہتی تھی۔ فروہ احسان نے افسوس سے سر ہلاتے ہوئے وہ تصویر دوبارہ کتاب میں رکھ دی تھی۔
"امل رضا اگر یہ محبت ہے تو تم ایک ناکام محبت کرو گی... تمہارے اور اس کے اسٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق ہے اور تم ایک ایسے انسان سے محبت کر رہی ہو جو ہر لحاظ سے پرفیکٹ ہے اور ایسے انسان سے محبت کرنا ہمیشہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔" فروہ احسان اسے دیکھ کر سوچ رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

فریج کھولتے ہی اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا اس نے کتنی محنت سے کیک بنایا تھا اور اب وہ کیک غائب تھا اسے شک نہیں یقین تھا یہ کام فہد کے سوا کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ وہ لاؤنج میں بیٹھی دھواں دھار رو رہی تھی فہد صاف مکر گیا تھا۔

"کیا ہوا امل ایسے کیوں رو رہی ہو؟" لاؤنج میں داخل ہوئے سعد نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے پیار سے پوچھا۔

"بھائی اس فادی کے بچے نے میرا پورا کیک ہڑپ کر لیا' اتنی مشکلوں سے بنایا تھا۔"

"جھوٹ... سراسر جھوٹا الزام لگا رہی ہے میرے بچوں پر' ان معصوموں نے تو کیک چکھا تک نہیں ہے ان معصوموں کو تو یہ بھی نہیں پتا کہ کیک ہوتا کیسا ہے اور اگر امل کے ہاتھ کا ہو تو چھپ چھپ کر کھانے میں کتنا مزا آتا ہے۔" سعد جو اسے ڈانٹنے کا ارادہ رکھتے تھے انہوں نے بہت مشکلوں سے اپنی ہنسی ضبط کی۔

"دیکھا... دیکھا مان لیا نا اس نے' ابھی تو کچھ دیر پہلے کہہ رہا تھا کہ اس نے تو کیک دیکھا بھی نہیں ہے۔"

"دیکھا کب تھا دیکھنے میں اگر وقت ضائع کرتا تو تم پہنچ جاتیں بس جلدی جلدی میں نے اور معاذ نے کھایا تھا۔" فہد اب بھی اپنی بات پر قائم تھا کہ اس نے کیک دیکھا نہیں تھا۔

"کیا... معاذ بھی تمہارے ساتھ شامل تھا۔" امل کا صدمہ مزید بڑھ گیا تھا۔ "میں نے اتنی محنت سے بنایا تھا فری کے لیے..."

"اچھا تو وہ تم نے اپنی اس بھوکی' ندیدی اور چٹوری دوست کے لیے بنایا تھا۔" امل کا کیک کا صدمہ کم نہیں ہوا تھا کہ فہد نے فروہ کو بھوکی' ندیدی اور چٹوری کہہ کر اس کے غصے کو مزید ہوا دے دی تھی۔

"فادی کے بچے میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں۔" امل فوراً" جارحانہ تیور لیے اس کی طرف بڑھی اور بڑھنے سے پہلے ٹیبل پر رکھا گلدان اٹھانا نہیں بھولی تھی۔

"دیکھو امی بار بار میرے بچوں کو بیچ میں مت لاؤ' سعد بھائی اسے منع کریں ان معصوموں کو بیچ میں نہ لایا کرے۔" فہد کو ان نادیدہ بچوں سے بڑی ہمدردی تھی۔ امل اس کے بنے بغیر گلدان سے اس کا نشانہ لینے لگی تھی وہ بھاگ کر سعد کے پیچھے چھپ گیا تھا۔

"ایم... امی... دیکھو گلدان مت مارنا' تمہیں پتا ہے نا اس کے سر پر لگنے سے اکثر یادداشت چلی جاتی ہے' دماغ کے کسی حساس حصے پر لگے تو بندہ کومے میں چلا جاتا ہے اور مر بھی سکتا ہے۔" فہد کی زبانی اتنے خوفناک نتائج سن کر اس نے ڈر کر فوراً" گلدان واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا تھا۔

سعد فہد کی اس چالاکی پر مسکرائے بغیر نہیں رہ سکے تھے اس نے فہد کا کان پکڑتے ہوئے اپنے سامنے کیا۔

"اتنے بڑے ہو گئے ہو اب چھوڑ دو یہ حرکتیں۔" وہ مسکراتے ہوئے اسے سمجھا رہے تھے۔

"ہاں میں تو خود بھی سوچ رہا ہوں کہ میں بڑا ہو گیا ہوں میرا خیال ہے آپ کے ساتھ میری بھی شادی ہو جانی چاہیے کہیں میری عمر نہ نکل جائے۔"

"شادی کا بہت شوق ہو رہا ہے پہلے اپنے پیروں پر تو کھڑے ہو جاؤ۔" سعد نے اس کا کان چھوڑ کر اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے کہا۔

"اپنے پیروں پر ہی تو کھڑا ہوں' یہ دیکھیں۔" فہد نے باقاعدہ اچھل اچھل کر سعد کو یقین دلایا کہ وہ واقعی ہی اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکتا ہے اس کی اس حرکت پر سعد کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا جبکہ امل ہنس ہنس کر دوہری ہو گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

اسے شروع سے ماہ زیب آپی پسند تھیں اس کی خواہش تھی کہ سعد بھائی کی شادی ماہ زیب آپی سے ہو پر دو سال پہلے اشعر بھائی ان پر "جملہ حقوق محفوظ ہیں۔" کا ٹیگ لگا کر باہر جا چکے تھے۔ امی نے سعد بھائی کے لیے ایک لڑکی پسند کی تھی وہ آج کل سعد کی شادی کے لیے کافی سرگرم تھیں۔

"یہ دیکھو کیسی ہے؟" مدحت بیگم نے تصویر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے پوچھا۔

"اچھی ہیں کیا نام ہے ان کا؟" لہمل نے تصویر پر سرسری سی نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"سائرہ نام ہے' تمہیں پسند آئی؟"

"جی۔" لہمل نے اثبات میں سرہلا دیا۔

"بس ایک بار سعد کو دکھا دوں اسے پسند آئی تو شادی کی ڈیٹ فکس کریں گے ان کی طرف سے تو ہاں ہی ہے۔" مدحت بیگم پرجوش انداز میں کہہ رہی تھیں۔ اچانک اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹک گئیں۔

"لہمل' تمہیں کیا ہوتا جارہا ہے دن بہ دن۔" مدحت بیگم تشویش سے پوچھ رہی تھیں۔

"کچھ نہیں' آپ کا وہم ہے۔" وہ کام کا بہانہ کرتی وہاں سے اٹھ گئی تھی۔ ویسے جھوٹ بولنا اس دنیا کا سب سے مشکل کام ہوتا ہے وہ کیا بتاتی انہیں اسے محبت جیسا موذی مرض لگ گیا ہے۔ وہ زیان بن حسان کے سحر سے نہیں نکل پارہی زیان بن حسان نے اس کے دل و دماغ کو آکٹوپس کی طرح جکڑ لیا ہے کل یونہی بیٹھے بٹھائے اسے جانے کیا خیال آیا فیس بک پر زیان بن حسان کو سرچ کرنے لگی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ اسے ڈھونڈنے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ اس کا فیس بک پیج ملنے پر اسے اتنی خوشی ہوئی کہ جیسے اس کے ہاتھ قارون کا خزانہ لگ گیا ہو۔ جانے اس کے جی میں کیا سمائی عزت نفس ایک طرف رکھ کر اس نے اسے ایڈ کرنے کی ریکویسٹ سینڈ کردی تھی محبت واقعی اندھی ہوتی ہے لہمل رضا کو دیکھ کر یہ بات سچ ثابت ہوگئی تھی۔ یہ ساری حرکتیں اس کے نزدیک لوچھی اور تھرڈ کلاس تھیں پر اب۔

آج اسے یہ دیکھ کر بہت شرمندگی ہوئی تھی زیان بن حسان نے اس کی ریکویسٹ ریجیکٹ کردی تھی۔ اپنی اتنی تذلیل پر اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

"ہوسکتا ہے اسے میں یاد ہی نہ ہوں اتنا عرصہ ہوگیا۔ ان باتوں کو اسے کہاں یاد ہوگا کہ دو سال پہلے وہ کسی لہمل رضا سے ملا تھا۔" دل اس کا وکیل بنا اس کے حق میں صفائیاں دے رہا تھا۔

٭ ٭ ٭

سعد کی شادی کی ڈیٹ فکس ہوگئی تھی وہ امی کے ساتھ بازاروں کے چکر کاٹتے کاٹتے تھک گئی اس کی کوشش ہوتی تھی شاپنگ پر فہد کو ضرور ساتھ لے کر جائے ایک تو سامان اٹھانا آسان ہوتا تھا اور دوسرا فہد کی موجودگی میں وہ بور نہیں ہوتی تھی وہ دنیا جہاں کے الٹ پلٹ واقعات سناتا سارا راستہ اسے ہنساتا رہتا تھا۔ فہد اس سے عمر میں ایک سال بڑا تھا پر اس میں بڑے بھائیوں والا رعب نہیں تھا وہ ہر وقت ہنستا ہنساتا محفل کو زعفران بنائے رکھتا تھا۔

وہ ابھی بھی فہد کے ساتھ اس شہر کے مہنگے ترین مال میں سائرہ بھابھی کے لیے ولیمہ کا شرارہ لینے آئی تھی۔

"تم اپنے لیے بھی سوٹ لے لو۔" اسے واپسی کے لیے تیار دیکھ کر فہد نے کہا۔

"نہیں بہت مہنگائی ہے یہاں پر' تو یہ کرو جس ریٹ میں ہمیں یہاں پر ایک سوٹ خریدوں گی کسی عام مارکیٹ میں دو تین خرید لوں گی۔" شاپنگ مال کے گلاس ڈور سے باہر آتے ہوئے اس نے وضاحت کی۔

"چلو جب میں باہر چلا جاؤں گا نا تو بہت سارے پیسے بھیجوں گا تم جی بھر کر شاپنگ کرنا اس مال سے۔" فہد کی بات پر اس نے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

"تم باہر جاؤ گے۔؟"

"ارادہ ہے میرا دوست اسجد یو ایس اے جارہا ہے وہ وہاں سیٹ ہوگیا تو دیکھو میں بھی جاؤں گا۔" وہ پارکنگ ایریا کی طرف جاتے ہوئے اپنے ارادے سے آگاہ کررہا تھا۔ لہمل حیران تھی آج سے پہلے کبھی اس نے ایسے کسی ارادے کا ذکر نہیں کیا تھا۔

"تو کیا تم باہر چلے جاؤ گے۔؟" لہمل کے چہرے پر فکر مندی کی لکیریں دیکھ کر فہد ہنس پڑا تھا۔

"پاگل ابھی صرف ارادہ ہے ابھی کہیں نہیں جا رہا' مجھے ڈگری تو ملنے دو پہلے۔" فہد جیب سے چابی نکالتے ہوئے بائیک کی طرف بڑھا۔

اس نے بائیک اسٹارٹ کی اور دائیں طرف کھڑی اہمل کو دیکھا جو بت بنی کھڑی سامنے دیکھ رہی تھی۔

"امی... اہمل..." اس نے زور سے پکارا تو وہ ہوش میں آئی تھی۔

"کیا ہوا ہے؟ کیا دیکھ رہی ہو؟" اس نے سامنے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کہ... کچھ... نہیں۔" وہ نفی میں سرہلاتے ہوئے بائیک پر بیٹھ گئی تھی اس نے ابھی کچھ دیر پہلے زبان بن حسان کو دیکھا تھا جو اپنی بیش قیمت گاڑی میں بیٹھا آگے بڑھ گیا تھا۔

☆ ☆ ☆
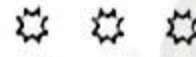
وہ حیرت سے سعد بھائی کو دیکھ رہی تھی جو ناشتا ٹرے میں رکھوا کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے تھے۔

"سعد بھائی ایسے تو نہیں تھے۔" ابھی شادی کو ایک ہفتہ ہی ہوا تھا وہ حیران تھی ایک ہفتے میں بھی کوئی اتنا بدل سکتا ہے وہ سعد بھائی جو اس کی ڈھیروں فرمائش پوری کرتے تھے روز دو دو گھنٹے اس کے پاس بیٹھ کر فہد کی شکایتیں سنتے تھے اب ان کے پاس اس سے بات کرنے کا بھی ٹائم نہیں تھا۔ وہ اپنے لیے ناشتا بنانے کچن میں آئی تھی جب سعد بھائی نے اسے کچن میں دیکھ کر پکارا۔

"اہمل میرا اور سائرہ کا ناشتا بنا دو جلدی سے' سائرہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" وہ حکم دے کر واپس اپنے بیڈ روم میں چلے گئے تھے کچھ دیر بعد واپس آئے اور ٹرے لے کر اپنے کمرے کی طرف چلے گئے تھے۔

"کیا ہوا؟" اسے یوں کھڑے دیکھ کر فہد نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"کچھ نہیں۔" اس نے نفی میں سرہلا دیا تھا۔

"مجھے بھی نہیں بتاؤ گی۔" فہد نے اپنائیت سے کہا تھا اہمل کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسو آگئے تھے ایک بھائی کی اپنائیت پر اور دوسرے بھائی کی اس قدر بے گانگی پر۔

"فادی سعد بھائی کتنا بدل گئے ہیں نا۔"

"اوں ہوں رو کیوں رہی ہو پاگل' اس طرح تو ہوتا ہے اس طرح کے کاموں میں۔" فہد نے اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی سے رو رہی ہو ابھی تو میری شادی بھی ہونی ہے تم نے ایک بھابھی کا ناشتا بنایا ہے کل کو دو بھابھیوں کا ناشتا بنانا پڑے گا۔" فہد نے شرارت سے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جان سے مار دوں گی تمہیں بھی اور تمہاری بیوی کو بھی' میں تمہاری نوکر نہیں ہوں۔" وہ آنسو صاف کرتی ہوئی جارحانہ موڈ میں آچکی تھی۔ فہد مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو چکا تھا اپنی لاڈلی بہن کی آنکھوں میں آنسو اس کے لیے ناقابل برداشت تھے۔

☆ ☆ ☆

کمرے میں موجود تینوں نفوس خاموشی سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے مدحت بیگم سرد آہ بھر کر رہ گئی تھیں جبکہ اہمل بے آواز رو رہی تھی اسے اندازہ نہیں تھا فہد کی جس بات کو اس نے مذاق میں لیا تھا وہ سچ تھی وہ امریکا جا رہا تھا' مدحت بیگم بالکل خاموش تھیں کل جب سعد نے الگ ہونے کی بات کی تھی وہ جب بھی خاموش رہی تھیں۔ شاید اب خاموش رہنا ہی ان کے حق میں بہتر تھا ان کے بیٹے بڑے ہو گئے تھے اس عمر میں اولاد یہی سمجھتی ہے کہ وہ اپنا اچھا برا بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

"امی میرا یہاں کوئی فیوچر نہیں جابز کے لیے دھکے کھانے پڑیں گے۔ سعد بھائی سے تو کوئی امید رکھنا ہی فضول ہے اور آپ کی پینشن میں کیا کچھ کریں گے ہم' مہنگائی بہت ہو چکی ہے۔" مدحت بیگم گورنمنٹ اسکول میں پرنسپل رہ چکی تھیں جوانی میں ہی بیوگی کی چادر اوڑھ لی تھی انہوں نے کس محنت اور مشقت

سے ان تینوں کی پرورش کی تھی یہ بس وہ جانتی تھیں یا ان کا خدا۔

"امی پلیز۔" فہد نے ان کا ہاتھ تھامتے ہوئے التجا کی تھی۔

"میں نے تمہیں کب روکا ہے بیٹا' تمہارا جو جی چاہے کرو۔"

"آپ نے اجازت بھی تو نہیں دی نا۔"

وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھیں کل بڑے بیٹے نے ان سے اجازت نہیں مانگی تھی انہیں اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تھا آج چھوٹا ان سے اجازت مانگ رہا تھا اگر وہ اجازت نہیں دیں گی تو کیا وہ رک جائے گا۔۔۔؟

"ٹھیک ہے جیسا تمہیں بہتر لگے کرو' تمہیں لگتا ہے کہ پاکستان میں تمہارا کوئی فیوچر نہیں ہے اور باہر جاؤ گے تو وہاں پلیٹ میں رکھ کر تمہیں جاب مل جائے گی تو تم خوشی سے جاؤ۔"

"میں نے ایسا کب کہا ہے۔۔۔ یہاں میں کب سے جاب کے لیے دھکے کھا رہا ہوں۔۔۔ امی یہاں ایک اینٹ بھی اٹھائیں گی تو اس کے نیچے سے دس انجینئر نکلیں گے اور وہ بھی میری طرح بے روزگار۔۔۔ آپ کو تو اندازہ ہے نا کتنی بے روزگاری ہے یہاں۔۔۔ اگر کچھ عرصہ اور جاب کے لیے دھکے کھائے تو میں ڈپریشن کا شکار ہو جاؤں گا۔"

اس کی منت سماجت کا خاطر خواہ اثر ہوا تھا مدحت بیگم نے اسے اجازت دے دی تھی۔

☼ ☼ ☼

اس کے جانے کے بعد ہر شے سے اداسی ٹپک رہی تھی وہ معاذ کے ساتھ ایئرپورٹ گئی تھی اسے چھوڑنے' وہ بری طرح رو رہی تھی فہد اور معاذ اسے یوں روتا دیکھ کر بوکھلا گئے تھے۔

"امی پلیز یوں مت رو' میں جا نہیں سکوں گا۔" فہد اسے چپ کرواتے ہوئے التجا کر رہا تھا۔

"میں بہت جلد آؤں گا۔۔۔ اپنا اور امی کا خیال رکھنا۔۔۔ معاذ۔" وہ معاذ کی طرف مڑا تھا۔

"یار میری غیر موجودگی میں گھر چکر لگاتے رہنا' سعد بھائی تو اپنی بیوی کو پیارے ہو گئے ہیں۔" معاذ سے گلے ملتے وہ اسے ہزاروں نصیحتیں کر رہا تھا۔

"اپنا خیال رکھنا اور کانٹیکٹ میں رہنا ہم تمہیں بہت مس کریں گے۔"

"میں بھی تم لوگوں کو بہت مس کروں گا' میرا انتظار کرنا' میں بہت جلد آؤں گا ان شاء اللہ۔" اس نے مڑ کر انہیں ہاتھ ہلایا تھا اور آگے بڑھ گیا تھا۔

سعد کے بعد فہد بھی چلا گیا تھا گھر کے در و دیوار سے اداسی ٹپک رہی تھی سعد فہد کو سی آف کرنے بھی نہیں آئے تھے ان کے کسی سسرالی عزیز کی شادی تھی۔

ایمل کو لگتا تھا اب زندگی میں کچھ نہیں رہا سوائے بوریت کے۔ یونیورسٹی سے آ کر گھر کے کام اور کچھ دیر امی سے باتیں کرتی اور بس پھر سارا دن فرصت۔۔۔ یا پھر خواب بننا' وہ خواب جو شاید کبھی پورے ہی نہیں ہونے تھے زیان بن حسان کے خواب۔۔۔ جو پتا نہیں اس کے نصیب میں تھا بھی یا نہیں۔۔۔ وہ اسے دعاؤں میں گڑگڑا کر مانگتی تھی پتا نہیں اس کی دعائیں قبولیت کا شرف پا سکیں گی یا۔۔۔

☼ ☼ ☼

اسے جیسے ہی احسان انکل کے ایکسیڈنٹ کی خبر ملی تھی وہ فوراً" اسپتال پہنچی تھی فروہ اس کے گلے لگ کر بے تحاشا رو رہی تھی اسے تسلی اور دلاسوں کے لیے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔ ایکسیڈنٹ میں احسان احمد کی دونوں ٹانگیں ضائع ہو گئی تھیں۔

"ممی۔۔۔ میرے پاپا۔۔۔"

"فروہ صبر کرو' اللہ کی کوئی مصلحت ہو گی وہ اپنے بندوں پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا۔" بہت دیر بعد وہ اس قابل ہوئی تھی کہ فروہ کو تسلی اور دلاسا دے سکے۔

"وہ اگر ہمارے نصیب میں پرخار راستے لکھتا ہے تو ہمیں مضبوط جوتے بھی بخشتا ہے وہ بڑا مہربان ہے اپنے

بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔" وہ اس کے آنسو صاف کرتے ہوئے اسے سمجھا رہی تھی۔

"شکر ادا کرو کہ تمہارے سر پر باپ کا سایہ ہے' جو نہیں ہے اس کا دکھ مت کرو جو ہے اس کا شکر ادا کرو۔" اس نے آنٹی کی تلاش میں نظریں دوڑائی تھیں وہ اسے سامنے کونے والے بینچ پر بیٹھی مل گئی تھیں وہ اٹھ کر ان کے پاس آگئی تھی مصباح بیگم کو ہزاروں تسلیاں اور دلاسے دے کر وہ واپس چل پڑی تھی امی گھر پر اکیلی تھیں اور ان کا بی پی اکثر ہائی رہتا تھا سعد اور فہد کے جانے کے بعد وہ بہت اکیلی ہو گئی تھیں

☼ ☼ ☼

"آگے نہیں پڑھو گی؟" آج ان کا آخری پیپر تھا اس نے سوالیہ نظروں سے فروہ کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"نہیں۔" فروہ نے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

"گھر کے حالات پہلے جیسے نہیں رہے' میں جاب کروں گی اب۔" فروہ نے اسے اپنے ارادے سے آگاہ کیا تھا۔ ایمل نے بڑے غور سے اسے دیکھا تھا۔ وہ کافی حد تک سنبھل چکی تھی۔

"اور تم... تمہارا کیا پلان ہے؟" فروہ نے اس سے سوال کیا تھا۔

"کوئی پلان نہیں ہے' امی کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی' ان کے پاس ہر وقت کسی کا ہونا ضروری ہے' دیکھو یا تو پرائیویٹ ایڈمیشن لوں گی یا پھر...."

"سعد بھائی آتے ہیں ملنے۔"

"کبھی کبھار' دو چار ماہ میں ایک چکر لگا لیتے ہیں۔" ایمل دکھی آواز میں بتا رہی تھی۔ فروہ سرد آہ بھر کر رہ گئی تھی۔

"اور فہد فون کرتا ہے؟"

"ہاں... اسے جاب مل گئی ہے' بہت خوش تھا کہہ رہا تھا اب ڈالرز کی برسات ہو گی۔" وہ آنسو روکتے ہوئے بڑے ضبط سے بتا رہی تھی کل جب فہد نے یہ

"ہو سکتا ہے یہ تمہارا وہم ہو' وہ تمہارے بابا کی وجہ سے پریشان ہوں آخر وہ ان کے سگے بھائی ہیں۔" ایمل نے

جملہ کہا تھا تب اس نے بڑے مشکلوں سے آنسو ضبط کیے تھے وہ اسے کہنا چاہتی تھی کہ انہیں ڈالرز کی نہیں بلکہ اس کی ضرورت ہے۔

یہ آنکھ شدت گریہ سے لال تھوڑی ہے
بھئی ملال ہے اتنا ملال تھوڑی ہے
یہ جو تم اپنی ماں کو ڈالر بھیج کر خوش ہو
ارے میاں! یہ کوئی دیکھ بھال تھوڑی ہے

وہ سات سمندر پار تھا وہ اسے کیا بتاتی جب امی کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے تو کیسے اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اسے ایسا محسوس ہوتا ہے وہ اس بھرے جہان میں اکیلی ہے اسے کتنی شدت سے دونوں بھائیوں کی کمی محسوس ہوتی ہے۔

"اچھا ایمل میں چلتی ہوں' بابا کی دوائیں بھی لینی ہیں میڈیکل اسٹور سے۔" فروہ اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے کھڑی ہو گئی تھی۔ ایمل بھی اپنا سامان سمیٹتے ہوئے اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔

"وہ تمہیں آنٹی انکل اجازت دے دیں گے جاب کے لیے۔" ایمل نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا تھا۔

"اتنے آرام سے تو نہیں مانیں گے پر مجھے ہر صورت انہیں منانا ہے۔ ایمل بابا کے ایکسیڈنٹ کے بعد مجھے اندازہ ہوا ہے کہ اس دنیا میں بس پیسے کی اور پیسے والوں کی قدر ہے اگر یہ پیسہ نہ ہو تو اپنے خونی رشتے بھی منہ موڑ لیتے ہیں جن کے یہاں امیری کا شجر ہو ان کے عیب بھی ہنر لگتے ہیں اور جہاں غربت اور مفلسی ہے ان جیسا گھٹیا اور بیچ کوئی نہیں ہے۔" فروہ بڑی تلخی سے حقائق بیان کر رہی تھی۔

"پتا ہے ایمل بابا کے ایکسیڈنٹ کے بعد پھوپھو کی نظریں بدل گئی ہیں' مجھے لگتا ہے وہ اپنے فیصلے پر پچھتا رہی ہیں۔ انہوں نے جس احسان احمد کی اکلوتی بیٹی سے اپنے بیٹے کا رشتہ کیا تھا وہ احسان احمد معذور نہیں تھا اور اس معذور احسان احمد کے گھر بیٹا بیاہنے سے انہیں لاکھوں کا جہیز نہیں ملے گا.... مجھے لگتا ہے وہ بری طرح پچھتا رہی ہیں۔"

"ہو سکتا ہے یہ تمہارا وہم ہو' وہ تمہارے بابا کی وجہ سے پریشان ہوں آخر وہ ان کے سگے بھائی ہیں۔" ایمل نے اس کے ذہن کو مثبت سوچ کی طرف متوجہ کیا۔

"وہ تمہیں پتا ہے ایمل میں وہم نہیں پالتی۔ خیر جو بھی ہے جیسا ہے جلد سامنے آجائے گا....."

"ہوں.... پھر بھی تم اچھی امید رکھو' میری نیک تمنائیں' دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔" وہ رک گئی تھی اب انہیں مخالف سمت میں سفر کرنا تھا وہ فروہ احسان سے گلے ملتے ہوئے رو پڑی تھی۔ ان دونوں نے بہت سارا وقت ساتھ گزارا تھا ان کی دوستی بے مثال تھی اسکول اور کالج میں انہوں نے زندگی سے بھرپور دن گزارے تھے فروہ اسے چپ کرواتے کرواتے خود بھی رو پڑی تھی۔ گزرے وقت نے دونوں کے دامن میں پریشانیاں' دکھ اور تکلیفیں ڈال دی تھیں۔

✡ ✡ ✡

وہ خاموشی سے بیٹھی سامنے دیوار کو تکے جا رہی تھی ابھی کچھ دیر پہلے فروہ گئی تھی' فروہ آفس سے سیدھی اس کے پاس آگئی تھی۔ وہ ایک بہت اچھی پرائیویٹ کمپنی میں جاب کر رہی تھی۔ پرکشش سیلری تھی اور کام بھی زیادہ مشکل نہیں تھا اور سب سے بڑھ کر آفس اسٹاف بہت اچھا تھا فروہ کے دن تو نہیں بدلے تھے پر گزارا اچھا ہو رہا تھا۔ وہ خاموشی سے فروہ کی باتوں پر غور کر رہی تھی اس کے جی میں جانے کیا سمائی تھی فروہ کو معاذ کے متعلق بتا دیا تھا کہ کل معاذ نے اسے پرپوز کیا تھا پوری بات سن کر فروہ کا پارہ بہت ہائی ہو گیا تھا اس نے ایمل کو بے تحاشا سنائی تھیں اس کے خیال میں ایمل نے معاذ جیسے بندے کو ٹھکرا کر کفران نعمت کیا تھا۔

"فری تم تائی جان کو نہیں جانتیں' وہ کبھی بھی اس رشتے سے خوش نہ ہوتیں....."

"تم نہیں منانا اور خوش رکھنا معاذ کا کام تھا تمہارا نہیں اور جب وہ کہہ رہا تھا وہ انہیں منا لے گا تو تمہیں

گیا تکلیف تھی جو انکار کیا۔" ایمل خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھی اور فروہ اس پر جی بھر کر گرج برس رہی تھی۔

"اس سے شادی کر کے تم ہر لحاظ میں فائدے میں رہتیں۔۔۔ اتنی اچھی جاب ہے اس کے پاس' پھر وہ تم سے محبت بھی کرتا ہے اور آنٹی بھی تمہارے قریب ہی ہوتیں۔۔۔ پر تم۔۔۔ تم انتہائی درجے کی بے وقوف لڑکی ہو ایمل رضا۔۔۔ تم ساری دنیا کو تائی جان کی ناراضگی کا بتا کر بے وقوف بنا سکتی ہو پر مجھے نہیں۔۔۔ میں جانتی ہوں تم آج تک اس۔۔۔ زیان بن حسان کے پیچھے پاگل ہو۔۔۔ وہ نہیں ملے گا تمہیں' سمجھاؤ اپنے اس دل کو ہم ایسا نہیں ہوتا یہ کوئی تین گھنٹے کی فلم یا ڈرامہ نہیں ہے یہ زندگی ہے ایمل۔۔۔ اسے یوں سراب کے پیچھے بھاگتے ہوئے ضائع نہیں کرتے۔" وہ اسے سمجھا رہی تھی وہ ایمل رضا کی زندگی میں موجود چند پر خلوص لوگوں میں سے ایک تھی جو یہ چاہتی تھی کہ ایمل خوش رہے۔ ایمل کی خوشی کیا تھی۔۔۔؟ یہ وہ اچھی طرح جانتی تھی پر وہ اس بے وقوف' دل کے ہاتھوں مجبور لڑکی کو سمجھانا چاہتی تھی کہ زندگی خوابوں کے سہارے نہیں گزرتی۔ ایمل رضا اور زیان بن حسان کے اسٹیٹس میں زمین آسمان کا فرق ہے وہ چاہ کر بھی اسے پا نہیں سکتی اور زیان بن حسان کو تو شاید یہ بھی یاد نہ ہو کہ کون ایمل رضا۔

"ایمی اتنے مہنگے خواب نہیں دیکھتے۔" اس کے کانوں میں فروہ کے الفاظ گونج رہے تھے ایمل کے لب ملے تھے اس نے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائی تھی۔

"وہ ہو سکے میرا اسے اتنا زوال دے"

☼ ☼ ☼

"سر کیا بات ہے آج آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔" فروہ نے اعزاز صاحب کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ اعزاز صاحب اس کے سوال پر مسکرائے تھے۔

"فروہ تمہیں پتا ہے تم پورے اسٹاف میں میری فیورٹ کیوں ہو؟"

"کیوں؟" فروہ نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

"تمہیں میرا چہرہ دیکھ کر میرے موڈ کا پتا چل جاتا ہے ایسے جیسے کوئی بہت اپنا جان لیتا ہے۔" اعزاز درانی نے سامنے بیٹھی اس لڑکی کو دیکھا تھا جسے کچھ عرصہ پہلے انہوں نے اپنے آفس میں اپائنٹ کیا تھا اور اتنے قلیل عرصے میں اپنی اچھی فطرت کی وجہ سے انہیں بہت عزیز ہو گئی تھی۔

"اگلے مہینے میرا بیٹا پاکستان آ رہا ہے اپنی تعلیم مکمل کر کے' میں بہت خوش ہوں' مجھے سمجھ نہیں آ رہی یہ ایک مہینہ کیسے گزرے گا' اس کا انتظار کرنا مشکل ہو رہا ہے۔" اعزاز درانی بچوں کی طرح ایکسائٹڈ ہو رہے تھے فروہ انہیں دیکھ کر مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔

"سر! آپ کو اپنے بیٹے سے بہت پیار ہے۔۔۔؟" فروہ نے بے تکا سا سوال کیا۔ اعزاز درانی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"بہت زیادہ۔۔۔ میں نے اسے ماں اور باپ دونوں بن کر پالا ہے وہ بہت چھوٹا تھا جب اس کی ماما کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔"

"سر آپ نے دوسری شادی کیوں نہیں کی؟"

"دوسری شادی۔۔۔ اس وقت تمہارے جیسی کوئی اچھی لڑکی ملی ہی نہیں' اور اب ملی ہو تو انگیجڈ ہو۔" اعزاز درانی چہرے پر مصنوعی افسوس طاری کرتے ہوئے کہہ رہے تھے ان کی آنکھوں میں بلا کی شرارت تھی۔

"سر اگر آپ سنجیدہ ہیں تو میں انگیجمنٹ توڑ دیتی ہوں۔" فروہ نے فوراً" آفر کی۔ اعزاز درانی مسکرائے بغیر نہ رہ سکے۔

"تم اگر آج سے بیس سال پہلے مل جاتیں تو پھر سنجیدگی سے سوچا جا سکتا تھا اب کیا فائدہ۔"

"پر سر آج سے بیس سال پہلے تو میں ایک یا دو سال کی ہوتی۔" فروہ نے فوراً" ان کی معلومات میں اضافہ کیا۔

"اوہ یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا۔" اعزاز درانی

نے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔ فروہ دیر تک ان کے انداز پر مسکراتی رہی۔

☆ ☆ ☆

گھر کے درو دیوار پر عجیب سی سوگواری چھائی ہوئی تھی ابھی کچھ ہی دیر پہلے زینت پھوپھو رشتہ توڑ کر چلی گئی تھیں۔ آج اتوار تھا وہ ایمل کے گھر جانے کا سوچ رہی تھی کہ اچانک زینت پھوپھو غوری میزائل کی طرح گھر میں داخل ہوئیں اور آتے ہی اس پر الزامات کی بوچھاڑ کردی تھی کہنے کو اس کے پاس بھی بہت کچھ تھا پر وہ خاموشی سے انہیں دیکھتی رہی تھی اس کا شک درست ثابت ہوا تھا ایمل کا خیال تھا کہ وہ اس کا وہم ہے پر وہ شاید اپنے رشتے داروں کو بہت اچھی طرح جانتی تھی۔ وہ اتنے عرصے سے کسی بہانے کی منتظر تھیں اور اب ان کے پاس رشتے توڑنے کی بڑی مضبوط وجہ تھی فروہ کی جاب' وہ ایسی آزاد خیال لڑکی کو اپنی بہو نہیں بنا سکتیں جو مردوں کے ساتھ کام کرتی ہے۔ جو صبح سے شام تک جانے کہاں جاتی ہے' کیا کرتی ہے۔

وہ بھول گئی تھیں وہ لڑکی کوئی غیر نہیں بلکہ ان کے اکلوتے بھائی کی بیٹی ہے۔ جس کے شفاف کردار پر وہ کیچڑ اچھال رہی ہیں۔

فروہ کو اپنا اندازہ درست ہونے کی کوئی خوشی نہیں ہوئی تھی تو کوئی غم بھی نہیں ہوا تھا جب انسان دکھوں اور آزمائشوں کی بھٹی میں جلتا ہے تو وہ مضبوط ہوجاتا ہے چھوٹے موٹے دکھ اسے پریشان نہیں کرتے پھر اسے حالات سے لڑنے کا سلیقہ آجاتا ہے۔ فروہ احسان کو بھی شاید حالات سے لڑنے کا سلیقہ آگیا تھا یا پھر عمیر کے نام کی انگوٹھی پہننے کے باوجود اسے کبھی عمیر سے دلی اور جذباتی وابستگی نہیں رہی تھی۔

امی اس سے نظریں چرائے پھر رہی تھیں اور بابا خود کو کمرے میں بند کرچکے تھے۔

"امی۔" مصباح بیگم کچن میں کھڑی بے آواز رو رہی تھیں۔ ان کا خیال تھا اگر گھر کے حالات یوں بدتر نہ ہوتے اور فروہ جاب نہ کرتی تو شاید زینت یوں رشتہ نہ توڑتی۔

"آپ کیوں رو رہی ہیں۔۔۔ لوگوں کی شادیاں بھی ٹوٹ جاتی ہیں میری تو صرف منگنی ہی ٹوٹی ہے اور میں تو کہتی ہوں' بہت اچھا ہوا کہ زینت پھوپھو کی اصلیت پہلے ہی کھل گئی۔۔۔"

"لوگ کیا کیا باتیں بنائیں گے جن لڑکیوں کے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں ان کے۔۔۔"

"چھوڑیں لوگوں کو' ان کی پروا مت کیا کریں' ان کی تو عادت ہے باتیں بنانے کی' اللہ نے جو میرے نصیب میں لکھا ہے وہ مجھے ہر صورت ملے گا' آپ فکر مت کریں۔" ان کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے کہا تھا۔

"چلیں بابا کے پاس چلتے ہیں کتنی دیر سے کمرہ بند کیے بیٹھے ہیں۔" مصباح بیگم آنسو پونچھتے ہوئے اس کے ساتھ چل پڑیں۔

"ان کے سامنے روئیے گا مت' وہ مزید پریشان ہوجائیں گے ہمیں انہیں حوصلہ دینا ہے بڑی مشکلوں سے تو انہوں نے اس حادثے کو قبول کیا تھا۔ وہیل چیئر تک محدود زندگی کتنی تکلیف دہ اور اذیت ناک ہوتی ہے اس کا اندازہ ہم نہیں کرسکتے۔" اسے اپنے بابا کا سہارا بننا تھا بڑی مشکلوں سے تو وہ زندگی کی طرف لوٹے تھے وہ بڑے مدبرانہ انداز میں امی کو نصیحتیں کررہی تھی۔

"اب تو نہیں روئیں گی نا؟" کمرے کے دروازے تک پہنچ کر اس نے ان سے پوچھا تھا۔ مصباح بیگم نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے پیار سے اس کے گال کو چھوا تھا۔ اس لمحے انہیں محسوس ہوا تھا ان کی بیٹی بہت سمجھ دار ہوگئی ہے۔ فروہ نے آگے بڑھ کر دروازہ بجایا تھا۔

"بابا۔" اندر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی اس نے دوبارہ دروازہ بجایا تھا اب کی بار بھی اندر سے کوئی آواز نہیں آئی تھی اس نے آگے بڑھ کر دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا تھا۔

کمرے کے اندر کا منظر دیکھ کر دونوں ماں۔ بیٹی کے پیروں تلے سے زمین سرک گئی تھی۔ کمرے کے عین

بیچ میں احسان احمد فرش پر بے سدھ پڑے تھے اور ان سے تھوڑے فاصلے پر وہیل چیئر خالی پڑی تھی۔

☆ ☆ ☆

وہ اسپتال کے کوریڈور میں کھڑی پیسوں کا حساب کر رہی تھی وہ اتنی بڑی رقم کا بندوبست کیسے کرے گی۔

"کس سے مانگوں...؟ کون دے گا۔" اس کے ننھیالی رشتے دار دور دراز قصبوں میں آباد تھے اور ان سے بھی اتنی بڑی رقم کی امید نہیں رکھی جاسکتی تھی ددھیالی رشتے داروں میں بس زینت پھوپھو تھیں جن کی وجہ سے اس کے بابا اس حالت کو پہنچے تھے۔

"تم اپنی پھوپھو کو فون کردو' اتنے پیسے کہاں سے آئیں گے ان سے قرض لے لیں...."

"نہیں' میں ان کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاؤں گی' ان ہی کی وجہ بابا اس حال کو پہنچے ہیں۔"

"پھر کہاں سے آئیں گے اتنے پیسے...."

"اللہ مسبب الاسباب ہے آپ فکر مت کریں مجھے سوچنے دیں...." اس کے ذہن میں اہمل کا نام آیا تھا پر اہمل اتنی بڑی رقم دینے کی پوزیشن میں نہیں ہے یہ بات وہ اچھی طرح جانتی تھی۔

"کون... کون دے سکتا ہے اتنے پیسے...." اس کا دماغ بڑی تیزی سے کام کر رہا تھا اس کے ذہن میں تمام دوست رشتے داروں کے نام آرہے تھے پر ان میں سے اکثریت سفید پوش تھی اور وہ ان سے اتنے پیسے مانگ کر انہیں شرمندہ نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اور پھر اچانک سے امید کا اک دیا روشن ہوا تھا اس نے فوراً بیگ سے موبائل نکالا تھا اور وہ "اعزاز درانی" کا نمبر ملا رہی تھی۔

"تم میرے چہرے سے میرے موڈ کا پتا کر لیتی ہو' جیسے کوئی بہت اپنا جان لیتا ہے۔" اعزاز درانی کا جملہ اس کے کانوں میں گونج رہا تھا اس نے موبائل کان سے لگالیا تھا بیل جارہی تھی وہ کوشش کے باوجود بھی اپنے آنسو نہیں روک سکی تھی۔

"ہیلو۔" اس کی بھرائی ہوئی آواز پر دوسری طرف سے بڑی تشویش کا اظہار ہوا تھا۔

"کیا ہوا فروہ...؟"

"سر میرے بابا... سر انہیں ہارٹ اٹیک...." اسے جانے کیا ہوا تھا ضبط کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔

"کیا... کب؟ کہاں ہو تم؟" اعزاز درانی اس کے ٹوٹے پھوٹے الفاظ سے ساری بات سمجھ گئے تھے جو لوگ ہم سے محبت کرتے ہیں ان کے سامنے ضروری نہیں کہ پوری تکلیف پورے غم کی تفصیل بتائی جائے وہ تو لہجے سے ہی دکھ جان لیتے ہیں۔

"میں... اسپتال میں ہوں۔"

"کون سے اسپتال میں؟"

اس نے جلدی سے انہیں اسپتال کا نام بتایا تھا کچھ ہی دیر بعد اعزاز درانی وہاں پہنچ گئے تھے پھر اسے نہیں پتا چلا کب کہاں اسپتال کا بل دیا گیا۔

احسان احمد کی حالت خطرے سے باہر تھی۔ اعزاز درانی واپس جارہے تھے فروہ کو وہ الفاظ نہیں مل رہے جن سے شکریے کے چند بول بول سکے۔

"سر تھینک یو... تھینک یو سو مچ... سر میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں اتار سکتی۔" وہ تشکر بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"تم میرا یہ احسان بہت آرام سے اتار سکتی ہو ہر ماہ اپنی سیلری سے تھوڑے پیسے کٹوا کر۔" اعزاز درانی نے مسکراتے ہوئے اس کا مسئلہ چٹکیوں میں حل کیا تھا۔

"میں پیسوں کی بات نہیں کر رہی سر' جو آپ نے مشکل میں میرا ساتھ دیا' ایسے تو کوئی اپنا بھی نہیں دیتا۔" وہ دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپا کر رو پڑی تھی۔

"اوں ہوں ایسے نہیں روتے' تم تو بہت بہادر باہمت لڑکی ہو.... جہاں تک رہی بات اس دوسرے احسان کی' تو میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ فروہ احسان کو زندگی میں موقع دے کہ وہ میرا احسان اتار سکے کیونکہ میں جانتا ہوں فروہ احسان بہت خوددار لڑکی ہے۔" اعزاز درانی کی بات پر اس نے آنسو صاف کرتے ہوئے

نہیں دیکھا تھا۔

"سر میں شاید پھر بھی آپ کا احسان نہ اتار سکوں... آپ گریٹ ہیں۔" ان سے مشکور نظروں سے انہیں دیکھا تھا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں کوئی بھی کام ہو بلا جھجک مجھے فون کر دینا۔" وہ اسے ہدایت دیتے آگے بڑھ گئے تھے پیچھے کھڑی فروہ کافی دیر تک اس بے غرض اور عظیم انسان کو دیکھتی رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

ایمل کو جیسے ہی احسان انکل کے ہارٹ اٹیک کی خبر ملی تھی وہ فوراً" اسپتال پہنچی تھی۔

"تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔" اس نے شکوہ کناں نظروں سے فروہ کو دیکھا تھا۔

"اب بتا دیا نا... اس وقت میں اتنی ٹینشن میں تھی کہ کچھ سمجھ ہی نہیں آیا تھا۔ خیر اب تو اللہ کا شکر سب ٹھیک ہو گیا ہے پاپا کی حالت خطرے سے باہر ہے کل وہ اسپتال سے ڈسچارج ہو جائیں گے۔" فروہ بڑے ہشاش بشاش انداز میں اسے بتا رہی تھی۔

"تمہیں دکھ نہیں ہوا تمہاری منگنی ٹوٹ گئی۔" ایمل اس کے چہرے سے اندازہ نہیں لگا پائی تھی' اس سے پوچھ بیٹھی۔

"نہیں" فروہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔

ایمل نے حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا پر بولی کچھ نہیں تھی۔

"امی! اللہ کی رضا میں راضی ہونے میں بڑا سکون ہے کوئی دکھ دکھ نہیں لگتا' کوئی تکلیف تکلیف نہیں لگتی جب انسان یہ سوچے کہ اللہ اس سے ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے وہ اسے کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔" وہ بڑی پر سکون سی اسے پر سکون زندگی گزارنے کا کلیہ بتا رہی تھی۔

"اور تم سناؤ آنٹی کی طبیعت کیسی ہے؟"

"پہلے سے کافی بہتر ہیں۔"

"اور فہد کب آ رہا ہے پاکستان؟"

"پتا نہیں' یہی کہتا ہے کہ جلد آؤں گا۔"

"آ جائے گا ان شاء اللہ۔" فروہ نے سعد کے متعلق پوچھنے سے گریز ہی کیا تھا۔

وہ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہی تھی پھر احسان انکل سے ملنے کے بعد اس نے واپسی کی راہ لی تھی۔ اسپتال کے احاطے سے نکل کر اس نے ٹیکسی کی تلاش میں نظریں دوڑائی تھیں سامنے آتی ٹیکسی کے ڈرائیور کو مطلوبہ ایڈریس بتا کر وہ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔ معاذ کی منگنی ندا سے ہو گئی تھی تائی جان کے رویے میں خاصی بہتری آ گئی تھی اب وہ اسے عجیب عجیب نظروں سے نہیں گھورتی تھیں بلکہ اس پر اچھی خاصی مہربان ہو گئی تھیں۔ اسے اگر ان کی طرف چکر لگائے زیادہ دن ہو جاتے تھے تو وہ اسے بلوا لیتی تھیں یا خود آ جاتی تھیں ان کی رویے کی اس بہتری کی وجہ وہ اچھی طرح جانتی تھی۔

☼ ☼ ☼

اس نے تیسری بار اعزاز صاحب کو دیکھا وہ پچھلے پندرہ منٹ سے فائل سامنے رکھے بڑے انہماک سے اس کا مطالعہ کر رہے تھے۔

"سر!"

"ہوں۔" اعزاز صاحب نے بڑے مصروف انداز میں کہا ان کی نظریں اب بھی فائل پر ہی تھیں۔

"سر! میں آپ کو کیسی لگتی ہوں؟"

"کیا میں اس بے تکے سوال کی وجہ جان سکتا ہوں۔" اعزاز درانی نے فائل بند کر کے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا وہ کافی دیر سے نوٹ کر رہے تھے کہ فروہ ان سے کچھ کہنا چاہتی ہے۔

"سر آپ اس دن کہہ رہے تھے کہ اگر میں انگیجڈ نہ ہوتی تو آپ میرے بارے میں سنجیدگی سے سوچتے۔"

اعزاز درانی کے چہرے پر بالکل ایسی مسکراہٹ تھی جیسے کسی چھوٹے بچے کی بچگانہ سی بات پر بڑوں کے چہرے پر ہوتی ہے۔

"تم بھول رہی ہو' میں نے ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اگر تم بیس سال پہلے ملتیں تو سنجیدگی سے تمہارے بارے میں سوچا جاسکتا تھا۔۔۔ ویسے ایک بات کہوں۔۔۔" فروہ نے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا۔

"مصیبت میں گدھے کو باپ بنانے میں کوئی قباحت نہیں ہے پر اگر وہ گدھا تمہاری عمر کا ہو تو زیادہ بہتر ہے۔" اعزاز صاحب کی بات پر وہ بے ساختہ ہنسی تھی۔

"سر! باخدا میں نے آپ کو گدھا نہیں سمجھا یہ آپ کی ذاتی سوچ ہے۔" فروہ بے تحاشا ہنستے ہوئے انہیں بتارہی تھی۔

"اچھا۔" وہ مسکرائے تھے۔

"اور تمہارے بابا کی طبیعت کیسی ہے؟" اعزاز درانی دوبارہ کوشش کے باوجود بھی ان کی عیادت کے لیے نہیں جاسکے تھے۔

"کافی بہتر ہیں پہلے سے' پر بہت چپ چپ رہتے ہیں۔"

"کیوں؟"

"وہ میری وجہ سے پریشان ہیں' جس لڑکی پر اس کی سگی پھوپھو اتنے سنگین الزام لگا کر رشتہ توڑ دیتی ہے اس کے ماں باپ یونہی پریشان ہوتے ہیں میری تسلیاں دلاسے کچھ اثر نہیں کرتے اب ان پر۔" وہ پریشانی سے انہیں بتارہی تھی۔

"اوں ہوں پریشان نہیں ہوتے' فروہ احسان ہیرا ہے اور تمہاری پھوپھو کی آنکھوں پر لالچ کی پٹی بندھی ہوئی تھی اس لیے انہوں نے انجانے میں کیا کچھ گنوادیا انہیں اندازہ نہیں ہے۔"

"سر ہیرے کی قدر تو جوہری کو پتا ہوتی ہے اور جوہری کہاں سے آئے گا؟" فروہ نے منہ بسورتے ہوئے پوچھا۔

"آجائے گا۔۔۔ فکر کیوں کرتی ہو۔" اعزاز صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا۔

☆ ☆ ☆

تائی جان نے اسے بلوایا تھا وہ فوراً" بلاوے پر چل پڑی تھی وہ معاذ کے ساتھ کچھ ضروری سامان خریدنے مارکیٹ جارہی تھیں۔

"بیٹا تم ماہ زیب کے پاس رہ جانا میں تو چاہ رہی تھی وہ بھی ساتھ چلے پر اس نے تو جیسے گھر سے باہر نہ نکلنے کی قسم کھائی ہوئی ہے خود کو گھر میں قید کرلیا ہے نہ ہنستی ہے نہ بولتی ہے۔" تائی بڑی اپنائیت سے اسے اپنی پریشانی بتارہی تھیں جب معاذ کمرے میں داخل ہوا۔

"امی چلیں۔۔۔" معاذ نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اس نے فوراً" نظریں جھکالیں۔ معاذ کی شکوہ کرتی نظروں کا سامنا کرنا اس کے لیے بہت مشکل تھا۔ تائی جان اٹھ کر معاذ کے پیچھے چل پڑی تھیں۔

"اسے میرے دکھ سے نکال دے۔" اس نے معاذ کی پشت دیکھتے ہوئے بڑی شدت سے دعا کی تھی اس نے معاذ جیسے پرخلوص انسان کا دل توڑا تھا وہ بہت شرمندہ تھی۔

وہ اٹھی اور زیب آپی کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ زیب آپی کسی کتاب کے مطالعے میں غرق تھیں اسے دیکھ کر انہوں نے کتاب ایک طرف رکھ دی تھی۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد وہ انہیں اصل بات کی طرف لے آئی تھی جس کے متعلق جاننے کا اسے بہت اشتیاق تھا۔

"اشعر بھائی پاکستان کب آئیں گے؟"

"پتا نہیں۔" وہ کچھ دیر خاموش رہی تھیں جب بولیں تو ان کی آنکھوں میں بہت اداسی تھی۔

"فون پر بات نہیں ہوتی ان سے۔"

"نہیں۔"

"کیوں؟ آج کل تو لڑکیاں نامحرموں سے بڑے دھڑلے سے بات کرلیتی ہیں وہ تو پھر۔"

"وہ مجھ سے بات نہیں کرتے۔"

"کیوں؟ کوئی جھگڑا ہوا؟ وہ ناراض ہیں آپ سے؟" اس نے سوالیہ نظروں سے زیب کو دیکھا تھا۔

"ہاں بہت زیادہ۔۔۔"

"کیوں؟" وہ ہر صورت اس معمے کو حل کرنا چاہتی تھی۔

"وہ باہر جانے سے پہلے مجھ سے ملنا چاہتے تھے امی نے سختی سے منع کر دیا تھا امی کے انکار پر انہیں بہت غصہ آیا تھا انہوں نے مجھے فون کیا تھا اور کہا تھا کل میں یونیورسٹی جانے کے بجائے ان کے ساتھ چلوں ان کے اس حکم پر میں پریشان ہو گئی تھی' میں امی کو دھوکا نہیں دے سکتی تھی میں سارا دن پریشانی سے سوچتی رہی تھی' مجھے کیا کرنا چاہیے' میں نے امی سے اس بات کا ذکر نہیں کیا تھا کیونکہ امی کا جواب میں پہلے ہی جانتی تھی وہ اس طرح ملنے کو بہت برا سمجھتی تھیں اور سچ کہوں تو میں بھی ان کی ہم خیال تھی۔" وہ بہت آہستہ بول رہی تھیں ایمل بہت مشکلوں سے ان کی آواز سن پا رہی تھی۔

"پھر...؟" وہ کچھ دیر کے لیے چپ ہوئیں تو ایمل نے بے چینی سے پوچھا۔

"میں اگلے دن یونیورسٹی ہی نہیں گئی.... میں اپنی ماں کو دھوکا نہیں دے سکتی تھی.... پھر وہ باہر چلے گئے.... میں نے بہت کوشش کی انہیں منانے کی.... وہ میری کالز ریسیو نہیں کرتے تھے.... اس کے باوجود میں گھنٹوں ان کا نمبر ڈائل کرتی رہتی کہ کبھی تو ان کا غصہ ٹھنڈا ہوگا ایک دن انہوں نے کال ریسیو کر لی تھی انہوں نے مجھے کہا تھا کہ اگر آئندہ میں نے انہیں دوبارہ تنگ کیا تو وہ ایک منٹ بھی سوچے بغیر اس رشتے کو ختم کر دیں گے ان کی اس بات پر میں ڈر گئی تھی اس کے بعد میں نے کبھی دوبارہ ان سے رابطے کی کوشش نہیں کی' نہ اتنے سالوں میں انہیں کبھی میرا خیال آیا...."

"آپ نے تائی جان کو بتائی یہ بات...؟" ایمل نے اس انتظار کرنے والی شہزادی کی ویران آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"نہیں۔"

"اس کہانی کا کیا اینڈ ہوگا؟ کیا یہ منتظر آنکھیں یونہی انتظار کرتے کرتے پتھر کی ہو جائیں گی...." ایمل نے سرد آہ بھرتے ہوئے سوچا تھا منتظر تو وہ بھی تھی کسی معجزے کی۔ زیان بن حسان اس کا ہو جائے یہ اس کے لیے معجزے سے کم نہیں تھا۔

✲ ✲ ✲

آج اعزاز درانی بہت خوش تھے ان کا بیٹا پاکستان آگیا تھا۔ وہ اسے لے کر آفس آئے تھے ابھی کچھ ہی دیر پہلے تمام اسٹاف سے تعارف کروایا تھا۔

"یہ موحد ہے میرا بیٹا' لندن سے آیا ہے۔" فروہ نے بڑے غور سے تھری پیس میں ملبوس اس شاندار بندے کو دیکھا تھا جس کے اعزاز میں تمام لوگ اپنی سیٹوں سے کھڑے ہو گئے تھے فروہ کو بھی ناچار اٹھنا ہی پڑا۔

"یہ محمود صاحب ہیں ہماری کمپنی کے سب سے سینئر رکن ہیں۔"

"السلام علیکم سر!" محمود صاحب نے بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا تھا اس نے سر کو ذرا سی جنبش دے کر جواب دیا تھا۔

"یہ فیضان صاحب ہیں۔ یہ ماریہ ہیں' یہ رخسار زیدی ہیں۔" اعزاز صاحب تعارف کرواتے ہوئے اس کی ٹیبل تک پہنچ گئے تھے۔

"یہ فروہ احسان ہیں۔"

"یہ وہی ہے نا؟" موحد نے مسکراتے ہوئے اعزاز صاحب کی طرف دیکھا تھا وہ اثبات میں سر ہلا گئے تھے فروہ نے اعزاز صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے اس "وہی" کا مطلب جاننا چاہا پر وہ بیٹے کو لے کر آگے بڑھ گئے تھے۔ اعزاز صاحب کی اس توتا چشمی پر اسے بہت دکھ ہوا تھا وہ بیٹے کے آتے ہی بدل گئے تھے۔

"فروہ بی بی آپ کو اعزاز صاحب بلا رہے ہیں۔" پیون نے اسے اطلاع دی تو وہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر ان کے آفس کی طرف چل پڑی تھی۔

"سر میں اندر آ سکتی ہوں۔" دروازے میں کھڑے ہو کر اس نے اجازت طلب کی تھی۔ اعزاز صاحب مسکرائے تھے۔

"تمہیں اجازت کی کب سے ضرورت پڑنے لگی؟"

"جب سے آپ کا بیٹا آیا ہے تب سے آپ روایتی باس بنتے جارہے ہیں۔" فروہ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے شکوہ کیا ابھی کچھ دیر پہلے ہی موحد واپس گیا تھا۔

"وہ اتنے سالوں بعد آیا ہے فروہ' ابھی تک تو اسے دیکھ کر میرا جی بھی نہیں بھرا' دل چاہتا ہے اسے ایک منٹ کے لیے بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دوں۔"

"اب آگیا ہے نا اب دوبارہ مت جانے دیجیے گا۔" فروہ نے انہیں مخلصانہ مشورہ دیا اور پھر فوراً" اسے کچھ یاد آیا۔

"سر آپ کے بیٹے نے مجھے دیکھتے ہی "یہ وہی ہے نا" کہا تھا ذرا آپ اس جملے کی تشریح کریں گے۔" اعزاز صاحب اس کی بات پر ہنسے تھے انہیں اس کا یوں آپ کا بیٹا کہنا بہت اچھا لگا تھا۔

"وہ تمہیں جانتا ہے کہ پاکستان میں اس کے پاپا کی ایک چھوٹی سی دوست ہے فروہ احسان۔"

"ہائیں' میں آپ کی دوست ہوں؟" فروہ نے حیرت سے انہیں دیکھا تھا۔

"ہاں تو نہیں ہو کیا تم میری دوست؟" فروہ نے فوراً" نفی میں سرہلایا تو اعزاز صاحب کا فلک شگاف قہقہہ بلند ہوا تھا۔

☼ ☼ ☼

"ہائے۔" وہ بڑے انہماک سے اپنے کام میں مصروف تھی جب موحد کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"السلام علیکم!" فروہ نے اس کی "ہائے" کے جواب میں اسے سلام کر کے شرمندہ کرنا چاہا اور وہ اپنی کوشش میں کامیاب رہی تھی۔

"کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں۔"

"آپ کو اجازت کی کیا ضرورت ہے یہ پورا آفس آپ کا ہے۔" فروہ جواب دے کر دوبارہ فائل پر کچھ لکھنے لگی۔

"پاپا بتا رہے تھے آپ میری بڑی تعریفیں کر رہی تھیں۔" تیزی سے چلتا ہوا پین رک گیا تھا اس کا جی چاہا تھا شرم سے ڈوب مرے' اسے اعزاز صاحب پر بے تحاشہ غصہ آیا تھا جو اتنی سی بات ہضم نہیں کر سکے تھے۔ کل اس نے ہنستے ہوئے اعزاز صاحب کو کہہ دیا تھا۔

"سر آپ کا بیٹا ہے' بہت ڈیشنگ' آپ پر نہیں گیا۔"

اس نے سوچ لیا تھا اب اعزاز صاحب کے سامنے کوئی بات کرتے ہوئے کم از کم تین چار بار ضرور سوچے گی۔

"ویسے مجھے آپ سے ملنے کا بہت شوق تھا' میں جب بھی لندن سے انہیں کال کرتا تھا وہ مجھے "فروہ نامہ" سناتے رہتے تھے مجھے بہت جیلسی فیل ہوتی تھی آپ سے۔" وہ صاف گوئی سے بتا رہا تھا۔

"پر مجھے آپ سے ملنے کا کوئی خاص شوق نہیں تھا حالانکہ وہ یہاں پاکستان میں مجھے سارا دن "موحد نامہ" سناتے رہتے تھے اور مجھے آپ سے ذرا جیلسی فیل نہیں ہوتی تھی کیونکہ میں آپ کی طرح جل ککڑی نہیں ہوں۔"

موحد کا قہقہہ بلند ہوا تھا وہ مان گیا تھا پاپا ایسے ہی اس لڑکی کے گن نہیں گاتے تھے۔

"ویسے ککڑی تو مونث ہوتی ہے جبکہ میں تو مذکر ہوں۔" فروہ نے حیرت سے اسے دیکھا تھا اتنے سال باہر رہنے کے باوجود اس کی اردو بہت صاف تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ کافی دیر سے اپنے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ اس نے موحد کو کہاں دیکھا ہے وہ موحد کو جب بھی دیکھتی تھی اسے لگتا تھا اس نے پہلے بھی کبھی دیکھا ہے' پر کہاں؟ یادداشت کھنگالنے پر بھی اسے کچھ یاد نہیں آیا تھا بابا دفتر سے آچکے تھے انہیں اعزاز صاحب کے توسط سے ایک اخبار میں ملازمت مل گئی تھی وہ اخبار ایک ہفت روزہ میگزین بھی نکالتا تھا احسان احمد کا ادبی ذوق دیکھتے ہوئے اعزاز درانی نے اپنے ایڈیٹر

دوست سے بات کی تھی فروہ ان کے اس احسان پر ان کی بے حد مشکور تھی اس جاب سے احسان احمد مصروف ہوگئے تھے۔ اب وہ پہلے کی طرح ہنسنے بولنے لگے تھے وہ بہت خوش تھی اور اگلے دن ان کے آفس میں بیٹھی اپنی اس خوشی کا اظہار کررہی تھی۔

"مجھے پہلے ہی اندازہ تھا وہ جب مصروف ہوں گے تو پھر سے زندگی کی طرف لوٹ آئیں گے کسی کام کرنے والے بندے کو اگر اس طرح گھر بیٹھنا پڑ جائے تو وہ یونہی زندگی سے بے زار ہوجاتا ہے۔"

"سر.... میں آپ کا یہ احسان...."

"کبھی نہیں بھولوں گی۔" اعزاز درانی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"یہ جملہ مجھے حفظ ہوچکا ہے فروہ' آئندہ مت بولنا۔"

"اوکے باس۔" فروہ نے بڑے اسٹائل سے کہا۔

"سر کیا بات ہے آج آپ کا بیٹا نظر نہیں آرہا' آج نہیں آیا کیا؟" فروہ کو اندازہ نہیں تھا پیچھے صوفے پر بیٹھا کوئی مسکرا مسکرا کر اس کی باتیں سن رہا تھا کمرے میں داخل ہوتے ہوئے دائیں طرف دیوار کے ساتھ لگے صوفے پر اس کی نظر نہیں پڑی تھی موحد نے فوراً" نفی میں سر ہلا کر اعزاز درانی کو دیکھا تھا وہ چاہتا تھا فروہ اس کی موجودگی سے لاعلم ہی رہے۔

"سر میں جب بھی آپ کے بیٹے کو دیکھتی ہوں مجھے لگتا ہے میں نے اسے کہیں دیکھا ہے پر کہاں؟ یہ یاد نہیں آتا۔" فروہ بے تکلفی سے انہیں اپنی پریشانی سے آگاہ کررہی تھی۔

"تو اس میں اتنی پریشانی کی کیا بات ہے یہ تو تمہیں موحد یاد دلادے گا.... کیوں موحد؟" اعزاز صاحب نے موحد کو دیکھا تھا۔

"جی.... جی ضرور...." موحد کی آواز سن کر اسے جھٹکا لگا تھا۔

اس نے فوراً" مڑ کر دیکھا تھا وہ کب سے وہاں بیٹھا تھا وہ شریر سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے چلتا ہوا اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا وہ اتنی دیر سے بے وقوف بنائی گئی ہے یہ سوچ کر اس کا منہ پھول گیا تھا۔

"ہم بیت بازی اور اسپیچ کامپٹیشن میں ملے تھے بورڈ کی طرف سے ایکسٹرا کریکلم ایکٹیویٹی ویک منایا گیا تھا جس میں شہر کے تمام پرائیویٹ اور گورنمنٹ کالج انوائٹ کیے گئے تھے' بیت بازی مقابلے میں ہماری ٹیم نے فرسٹ پوزیشن حاصل کی تھی۔" فروہ کو فوراً" یاد آیا تھا وہ زیان بن حسان کے ساتھ آئے دونوں لڑکوں میں سے ایک تھا۔ فروہ کا دل چاہا تھا وہ زیان بن حسان کے متعلق پوچھے اس سے' جس کے پیچھے اس کی دوست آج بھی پاگل تھی۔ پر دل کی ہر بات مانی نہیں جاسکتی اور ضروری نہیں تھا کہ وہ آج بھی زیان بن حسان سے کانٹیکٹ میں ہو۔

"موحد تو تمہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا' اس کی یادداشت بہت اچھی ہے ماشاء اللہ۔" اعزاز درانی مسکراتے ہوئے بتارہے تھے۔

☼ ☼ ☼

اک تازہ حکایت ہے
سن لو تو عنایت ہے
اک شخص کو دیکھا تھا
تاروں کی طرح ہم نے
اک شخص کو چاہا تھا
اپنوں کی طرح ہم نے
اک شخص کو سمجھا تھا
پھولوں کی طرح ہم نے
وہ شخص قیامت تھا
کیا اس کی کریں باتیں
دن اس کے لیے پیدا
اور اس کی تھی راتیں
کم ملتا کسی سے تھا
اور ہم سے تھیں ملاقاتیں
رنگ اس کا شہابی تھا
زلفوں میں تھی مہکاریں
آنکھیں تھیں کہ جادو تھا

پلکیں تھیں کہ تلواریں
دشمن بھی اگر دیکھے
سو جان سے دل ہاریں
کچھ تم سے وہ ملتا تھا
باتوں میں شباہت تھی
ہاں تم ہی سا دکھتا تھا
شوخی میں شرارت میں
لگتا بھی تمہی سا تھا

دستور محبت میں
وہ شخص ہمیں اک دن
غیروں کی طرح بھولا
تاروں کی طرح ڈوبا
پھولوں کی طرح ٹوٹا
پھر ہاتھ نہ آیا وہ
ہم نے بہت ڈھونڈا
تم کس لیے چونکے ہو
کب ذکر تمہارا ہے
کب تم سے تقاضا ہے
کب تم سے شکایت ہے
اک تازہ حکایت ہے
سن لو تو عنایت ہے۔

اس نے ایک بار پھر اپنی لکھی ہوئی اس نظم کو پڑھا تھا اور پھر اس کے آخر میں ماہ زیب لکھ دیا تھا۔ دماغ نے فوراً "ٹوکا تھا۔

"یہ ایک غیر اخلاقی حرکت ہے۔"

پر دل نے فوراً "سائیڈ لی تھی اگر اس جھوٹ سے کوئی روٹھا مان جائے اور کسی کی زندگی کی خوشیاں واپس آجائیں تو اس میں کوئی زیادہ برائی نہیں ہے اور ایمل نے تو ہمیشہ دل کی مانی تھی پھر آج کیوں دماغ کی سنتی۔ وہ چاہتی تھی اس سے پہلے کہ اس شہزادی کی آنکھیں پتھرا جائیں شہزادہ لوٹ آئے۔

وہ محبت کا دم بھرنے والا شہزادہ جانے کیوں اتنا سنگدل ہو گیا تھا وہ اس کے دل میں سوئی ہوئی محبت جگانا چاہتی تھی۔ اس نے سارا کام مکمل کیا تھا اور تمام چیزیں دراز میں رکھ دی تھیں وہ پہلی فرصت میں انہیں پوسٹ کروے گی۔

اس نے اپنا پسندیدہ گانا چلایا تھا اور خود بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لی تھیں۔ کمرے میں عامر سلیم کی آواز گونج رہی تھی۔

اب بھی مجھے تم یاد آتے ہو
میں تنہا ہوں تمہارے بن
میں تنہا ہوں تمہارے بن

☼ ☼ ☼

"فروہ میں نے تمہارے لیے ایک رشتہ دیکھا ہے۔" اعزاز صاحب کی بات پر اسے حیرت ہوئی تھی۔

"سر آپ نے یہ کام کب سے شروع کر دیا؟" فروہ نے ہنستے ہوئے انہیں دیکھا تھا۔ اعزاز صاحب اس کے سوال پر بس مسکرائے تھے بولے کچھ نہیں۔

"اچھا یہ بتائیں کیسا ہے؟ کہاں رہتا ہے؟ کیا کرتا ہے؟" فروہ نے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے۔

"دیکھنے میں اچھا خاصا ہے کرتا کچھ نہیں ہے ابھی تک۔"

"مطلب بے روزگار ہے مجھے اسے کما کر کھلانا پڑے گا۔" فروہ کو شدید مایوسی ہوئی تھی۔

"نہیں اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ اپنے باپ کی کمائی پر عیش کرتا ہے اس کے باپ کا اچھا خاصا بزنس ہے۔" اعزاز درانی نے مسکراتے ہوئے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے باپ اگر دھکے دے کر گھر سے نکال دے گا تو پھر میرا کیا بنے گا۔" فروہ کو اپنا مستقبل غیر محفوظ دکھائی دیا تھا۔

"ہاہاہا... نہیں نہیں اس کا باپ اتنا سنگدل نہیں ہے۔" اعزاز صاحب کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔ "میں ملا ہوا ہوں اس سے، خوف خدا رکھنے والا بندہ ہے، بہت اچھا آدمی ہے۔"

"اچھا کہاں رہتا ہے؟ کیا نام ہے؟"

"لڑکے کا نام ہے موحد اعزاز درانی۔۔۔"

"جی۔۔۔" وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ "سر آپ میرے ساتھ مذاق۔۔۔" وہ حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"میرا تمہارا مذاق نہیں ہے' بیٹھو۔" اعزاز صاحب نے تحکمانہ لہجہ میں کہا تھا وہ دوبارہ بیٹھ گئی تھی وہ حیرت کی تصویر بنی ہوئی تھی۔

"میں تمہارے گھر موحد کا رشتہ لے کر آنا چاہتا ہوں' تمہیں کوئی اعتراض۔۔۔؟" اعزاز درانی نہایت سنجیدگی سے پوچھ رہے تھے۔

"اعتراض۔۔۔ اس کے اور موحد کے اسٹیٹس میں بہت فرق ہے۔" وہ کمپلیکس کا شکار نہیں تھی حقیقت پسند تھی پھر اس نے اپنے تمام اعتراضات بلکہ خدشات اعزاز صاحب کو گنوادیے تھے۔

"تمہارے تمام اعتراضات بے بنیاد ہیں میرے نزدیک اور ایک بات بتادوں یہ میرا نہیں بلکہ موحد کا فیصلہ ہے۔" فروہ نے بے یقینی سے انہیں دیکھا تھا۔

"اور کوئی اعتراض۔۔۔؟" اعزاز صاحب نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا اس نے خاموشی سے نفی میں سرہلادیا تھا۔

"گڈ۔" اعزاز صاحب مسکرائے تھے اور فروہ سوچ رہی تھی کہ وہ اس عظیم انسان کے احسانات کا بدلہ کیسے چکائے گی۔۔۔

☆ ☆ ☆

اور پھر ایک حیرت انگیز واقعہ رونما ہوگیا تھا اشعر اچانک پاکستان لوٹ آیا تھا ماہ زیب کی ویران زندگی میں بہار لوٹ آئی تھی۔

"ابمل! مجھے یقین نہیں آرہا اشعر واپس آگئے ہیں۔" ابمل نے بڑے غور سے ماہ زیب کو دیکھا جن کے چہرے پر خوشی کے سارے رنگ موجود تھے۔

"چلیں آپ کو یقین دلانے کے لیے اشعر بھائی سے آپ کی ایک ملاقات اریج کردیتی ہوں۔"

"نہیں۔۔۔ امی ناراض ہوجائیں گی۔" ماہ زیب نے فوراً" نفی میں سرہلادیا۔

"نہیں ہوں گی تائی جان ناراض۔۔۔ ویسے بھی پھوپھو شادی کی ڈیٹ لینے آرہی ہیں دو تین دن میں۔" ابمل نے اسے اطلاع دی۔

"ابمل مجھے یقین نہیں آرہا یہ سب کیسے ہوا۔۔۔" ماہ زیب سے اپنی خوشی سنبھالے نہیں سنبھل رہی تھی وہ حیران تھیں یہ سب کیسے ہوا کہاں تو اشعر اتنا سخت ناراض تھے اور کہاں یہ سب۔۔۔۔

ابمل خاموشی سے مسکراتے ہوئے ان کے چہرے کے رنگ ملاحظہ فرمارہی تھی اس نے ماہ زیب کو بالکل نہیں بتایا تھا کہ اس نے اشعر کو کال کی تھی ماہ زیب کے حق میں مقدمہ لڑا تھا اور اشعر کو قائل کیا تھا کہ وہ غلط کررہے تھے۔

محبت یہ نہیں ہوتی
کہ جس میں معاف کردینا
نہایت غیر ممکن بات ہوجائے
محبت یہ نہیں ہوتی
کہ تم نے کہہ دیا تو دن ہو
اور تم نے کہا تو رات ہوجائے
محبت یہ نہیں ہوتی
کہ جب جیتو تو تم جیتو
کہ جب بولو تو تم بولو
گلے شکوے تمہیں ہی ہوں
یہ سارے فیصلے تم ہی کرو
کس کو
محبت بھیک میں دینی ہے
کس کو خواہشوں کے ساتھ اپنانا ہے
کس سے وعدہ کرنا ہے
یا کس کو بھول جانا ہے
محبت یہ نہیں ہوتی
ذرا سا سوچ لیتا
تم جسے اب تک محبت کہتے آئے ہو
محبت وہ نہیں ہوتی

☆ ☆ ☆

وہ ابھی گھر پہنچی تھی وہ بہت تھکی ہوئی تھی آج اس نے فروہ کے ساتھ بازاروں کی خاک چھانی تھی وہ اس کی شادی کی تیاریوں میں اس کا ہاتھ بٹا رہی تھی اس کا ارادہ تھا کھانا کھا کر لمبی تان کر سوئے گی۔

"کیا ہوا امی؟" لاؤنج میں بیٹھی مدحت بیگم کسی سوچ میں غرق تھیں۔ اس کی آواز پر چونکیں۔

"فہد کا فون آیا تھا کچھ دیر پہلے۔"

"اچھا کیا کہہ رہا تھا؟ معاذ اور زیب آپی کی شادی میں آئے گا؟" ایمل نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

"کہہ رہا تھا مشکل ہے۔" امی کے جواب پر وہ افسردہ ہوگئی تھی۔

"تمہارا پوچھ رہا تھا' میں نے بتایا کہ فروہ کی شادی ہو رہی ہے اس کے ساتھ شاپنگ پر گئی ہے' مجھ سے پوچھنے لگا ایمل کی شادی کے کیا ارادے ہیں؟" کچھ دیر چپ رہنے کے بعد انہیں یاد آیا تو اسے بتانے لگیں۔

"میرا کوئی ارادہ نہیں ہے' میں آپ کو تنہا نہیں چھوڑ سکتی۔"

"یہ تنہائی تو میرا نصیب ہے بیٹا' تم کیوں قربانی دے رہی ہو۔" ایمل وہیں ان کے قدموں میں بیٹھ گئی تھی۔

"آپ نے بھی تو ہمارے لیے قربانی دی تھی۔۔۔ ہماری وجہ سے دوسری شادی نہیں کی تھی۔" ایمل نے عقیدت سے ان کے ہاتھ تھام لیے تھے۔

"میری بات اور تھی میرے پاس تم تینوں تھے اور یہ امید تھی کہ کل کو میرے بیٹے بڑے ہو جائیں گے مجھے میری محنت کا پھل مل جائے گا۔"

"پر آپ کو کیا ملا۔۔۔ کیا دیا ہم نے آپ کو۔۔۔؟" وہ ان کے گھٹنوں پر سر رکھ کر رو پڑی تھی۔

"بس میرا نصیب۔۔۔ میری تو یہی دعا ہے میرے بچے جہاں رہیں خوش رہیں۔" ماؤں جیسا عظیم کوئی نہیں ہوتا اولاد چاہے جتنی بھی نافرمان ہو پر وہ ہر وقت اس کے لیے دعا گو رہتی ہیں۔

☆ ☆ ☆

اس نے اسٹیج پر بیٹھے فروہ اور موحد کو دیکھا اور دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری تھی وہ فروہ کی خوشیوں کے لیے دعا گو تھی اس نے خواتین حضرات کے جمگھٹ میں کوئی شناسا چہرہ ڈھونڈنا چاہا کچھ ہی دیر بعد اس کی تلاش ختم ہوگئی۔ اسے شہلا اور ماہین نظر آگئیں وہ فروہ کے ساتھ کام کرتی تھیں وہ فروہ کے توسط سے انہیں جانتی تھی کچھ ہی دیر بعد وہ ان کے گروپ میں کھڑی تھی وہاں دھواں دھار بحث چھڑی ہوئی تھی موضوع تھا نوجوان نسل کی بڑھتی ہوئی بے راہ روی۔

وہ بڑے غور سے ان کے خیالات سن رہی تھی جب شہلا اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ایمل تمہارا کیا خیال ہے نوجوان نسل کی اس بڑھتی ہوئی بے راہ روی کی اصل وجہ کیا ہے۔"

"اس کی بہت ساری وجوہات ہیں میڈیا اور انٹرنیٹ کا سب سے اہم رول ہے اس میں' میڈیا آج کل جو دکھا رہا ہے وہ ہماری مذہبی اور معاشرتی روایات کے منافی ہے' والدین نے بچوں پر توجہ دینا چھوڑ دی ہے وہ ان پر نظر نہیں رکھتے کہ وہ کیا دیکھ رہے ہیں' وہ کس طرف جا رہے ہیں وہ انہیں صحیح غلط کی تمیز نہیں سکھا رہے انہیں جائز و ناجائز کے متعلق آگاہ کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔" اس کے پاس کسی بھی موضوع پر بولنے کے لیے الفاظ اور دلائل کی کمی نہیں تھی وہ ڈیبیٹر تھی۔ کچھ فاصلے پر کھڑا شخص اس کی آواز سن کر چونکا تھا یہ آواز' یہ لہجہ اس کے ذہن میں محفوظ تھا اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی اس کے قدم آپ ہی آپ اس طرف بڑھ گئے تھے اس لڑکی کو پہچاننے میں اسے ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت لگا تھا۔

"ایمل رضا آپ بہت اچھی ڈیبیٹر ہیں ہم بہت متاثر ہوئے آپ سے۔" اس نے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ لیے اسے مخاطب کیا تھا۔ ایمل اس پر نظر پڑتے ہی سانس لینا بھول گئی تھی اسے وہ یاد تھی یہ بات اس کے لیے حیرت انگیز تھی پر اسے نہیں پتا تھا وہ جس سے ایک بار مل لے اسے کبھی نہیں بھولتا اور اس لڑکی کو نہ بھولنے کی کئی وجوہات تھیں اس لڑکی کی طرف

اس کا حساب باقی تھا اور اسے ہر صورت ادھار چکانا تھا۔

"امل رضا یہ جو لڑکیاں لڑکوں کو نیٹ پر ایڈ کرنے کی ریکویسٹ سینڈ کرتی ہیں یہ جائز ہے یا ناجائز۔۔۔؟" وہ اس کے سامنے کھڑا تضحیک بھری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"قول و فعل میں تضاد کو منافقت کہتے ہیں یا کچھ اور۔۔۔" اس نے نہایت معصومیت سے دوسرا سوال کیا تھا وہاں موجود کوئی نہیں جانتا تھا کہ زیان بن حسان امل رضا کی ذات کے پرخچے اڑا رہا تھا جس نے محبت میں ایک چھوٹی سی نادانی کردی تھی۔

امل کا دل چاہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔ سامنے کھڑے شخص نے اسے منٹوں میں دو کوڑی کا کردیا تھا اس سے وہاں کھڑا رہنا مشکل ہوگیا تھا۔

"امل آر یو اوکے؟" اس کے زرد ہوتے چہرے پر نظر پڑتے ہی شہلا نے تشویش سے پوچھا تھا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" امل بڑی مشکلوں سے بول پائی تھی اس کے سامنے زمین گھوم رہی تھی اس نے اس شخص کو مانگتے ہوئے اپنی زندگی کے کئی قیمتی سال گنوائے تھے وہ تیزی سے قدم اٹھاتی وہاں سے چلی گئی تھی وہ سارا راستہ روتی رہی تھی۔

"کاش وہ اسے کبھی نہ ملتا۔ کاش وہ اس کے لیے معاذ کا دل نہ توڑتی۔۔۔ کاش وہ اس کی محبت میں یوں اتنی بے وقوفیاں نہ کرتی۔" بہت سے پچھتاوے تھے اسے' پر اب کچھ نہیں ہوسکتا تھا گزرا وقت واپس نہیں آسکتا تھا۔

تمہیں کس نے کہا تھا یہ۔۔۔؟
کسی سنسان راستے پر
کسی انجان چہرے سے
ذراسی آشنائی کو
بہت ہی خاص لکھ ڈالو
کہیں دو چار باتوں کو
بہت پیارا سا تم دلکش
حسین احساس لکھ ڈالو
تمہیں کس نے کہا تھا یہ۔۔۔؟
سنو اے موم کی لڑکی
اب اس دور کے اندر
کوئی لیلیٰ نہیں بنتی
نہ کوئی ہیر بنتی ہے
قدم دو چار چلنے سے
سفر سانجھا نہیں بنتا
تو ان بے کار سوچوں پر
سنو! رونے کا ڈر کیسا
جسے پایا نہیں تم نے
اسے کھونے کا ڈر کیسا

☆ ☆ ☆

"تم رات کس وقت آئی تھیں مجھے پتا ہی نہیں چلا۔" گیارہ بجے اس کی آنکھ کھلی تھی سر میں اب بھی شدید درد تھا' منہ پر پانی کے چھینٹے مار کر وہ سیدھی کچن میں آگئی تھی وہاں مدحت بیگم پہلے سے موجود تھیں۔

"میں جس وقت آئی آپ سو رہی تھیں۔" امل نے چائے کا پانی چڑھاتے ہوئے جواب دیا۔

"کیسی رہی فروہ کی شادی؟" اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ ایک پل کے لیے چونکی تھیں۔

"اچھی۔۔۔ بہت اچھی' آپ کے نہ آنے پر ناراض ہو رہی تھی۔"

"تم نے میری طرف سے معذرت کرلیتی تھی۔"

"جی اسے آپ کی طبیعت کی خرابی کا بتا دیا تھا۔" امل نے دائیں ہاتھ سے اپنا سر دباتے ہوئے انہیں بتایا۔

"کیا ہوا؟ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟" مدحت بیگم نے تشویش سے پوچھا تھا۔

"جی بس سر میں تھوڑا درد ہے۔"

"تمہاری آنکھیں کیوں اتنی سرخ ہو رہی ہیں روتی رہی ہو کیا؟"

"نہیں۔" اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

مفلو ہو رہا ہے اس لیے آپ کو ایسا محسوس ہو رہا ہے۔" اس نے بہانہ گھڑا۔

"تمہاری تائی جان آئی تھیں ابھی کچھ دیر پہلے۔"

"اچھا کیا کہہ رہی تھیں؟"

"بتا رہی تھیں اگلے مہینے کی دو تاریخ کو زیب کی اور اگلے دن معاذ کی شادی ہے۔" انہوں نے اسے اطلاع دی۔

"تم چلی جایا کرو ان کی طرف' کام میں ہاتھ بٹا دیا کرو ان کا۔" ان کی ہدایت پر وہ اثبات میں سر ہلا کر چائے کپ میں ڈالنے لگی تھی۔ وہ چائے کا کپ لے کر ابھی کمرے میں آئی ہی تھی کہ اس کا موبائل بج اٹھا۔ اسکرین پر فروہ کا نام جگمگا رہا تھا۔

"تم کل کہاں غائب ہو گئی تھیں؟" اس کے ہیلو کے جواب میں دوسری طرف سے غصے میں پوچھا گیا تھا۔

"فری میری طبیعت خراب ہو گئی تھی....."

"مجھے بتا کر تو جاتیں..... اور اچانک سے تمہیں کیا ہو گیا تھا؟" فروہ کے اس سوال پر وہ چپ رہی تھی۔

"امی..... تم کل زیان سے ملی تھیں؟" فروہ کے سوال پر اس کے تھمے ہوئے آنسو پھر سے رواں ہو گئے تھے۔

"کیا ہوا امی..... تم چپ کیوں ہو.....؟" امل کی اس خاموشی پر فروہ کو تشویش ہوئی تھی۔

"فری..... وہ....." اس نے پھر ساری بات فروہ کو بتا دی تھی۔

"اور تم خاموشی سے وہاں سے چل دیں.....؟ منہ توڑ دیتیں اس خود پسند اور خود پرست انسان کا۔" پوری بات سن کر فروہ جلال میں آ گئی تھی۔ امل ہونٹ کچلنے کے سوا کچھ نہیں کر سکی تھی، غلطی اسی کی تھی اس نے محبت میں خود کو اتنا کیوں گرایا تھا۔

"تم سے کچھ نہیں ہو سکے گا' میں ہی اس کا دماغ درست کروں گی..... اس نے اتنی سی بات پر تمہیں اتنا ذلیل کیا۔"

"فری تم کچھ نہیں کرو گی....." اس نے فروہ کی بات کاٹی تھی دوسری طرف سے ٹوں ٹوں کی آواز آ رہی تھی۔ فروہ نے کال کاٹ دی تھی۔ وہ بے بسی سے ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھ کر رہ گئی تھی۔ فروہ کے لہجے کی مضبوطی سے اسے اندازہ ہو گیا تھا وہ اب نہیں رکے گی۔ وہ سر تھام کر وہیں بیٹھ گئی تھی۔

پندرہ منٹ بعد اس کے موبائل کی میسج ٹون بجی تھی اس نے ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھا کر چیک کیا وہ فروہ کا میسج تھا۔

بس کچھ دیر میں محسن وہ پتھر ٹوٹ جائے گا
میں اس کی سرد مہری پہ محبت مار آیا ہوں

معاذ فہد سے سخت ناراض تھا وہ اس کی شادی میں نہیں آ رہا تھا۔ ناراض تو وہ بھی بہت تھی فہد سے' شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں وہ اور امی تائی جان کے ساتھ شادی کی تیاریوں میں مدد کروا رہی تھیں شادی کے مہمان آنا شروع ہو گئے تھے۔ وہ ابھی کپڑے چینج کرنے کے غرض سے گھر آئی تھی وہ ابھی سوٹ پریس کر کے ہٹی تھی کہ کوئی بیل پر ہاتھ رکھ کر جیسے بھول گیا تھا وہ تیزی سے گیٹ کی طرف چل دی تھی۔

"پتا نہیں کون پاگل ہے۔" وہ لاک کھولتے ہوئے بڑبڑائی تھی بیل اب بھی مسلسل بج رہی تھی۔

باہر کھڑے شخص کو دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت اور خوشی سے پھیل گئی تھیں۔

"فادی....." وہ خوشی سے چلائی اور تقریباً" بھاگتے ہوئے اس سے لپٹ گئی تھی وہ بھول گئی تھی کہ وہ اس سے سخت ناراض تھی اس سے کبھی نہ بات کرنے کا عہد کر چکی تھی وہ سب بھولے بری طرح رو رہی تھی وہ کتنے سالوں بعد یوں اچانک آ گیا تھا۔

"امی اندر بھی جانے دو گی یا یہیں دریا بہا دو گی۔"

"فادی تم بہت برے ہو' تم ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تھے تمہارے جانے کے بعد ہم تنہا رہ گئے تھے سعد بھائی نے کبھی پلٹ کر دیکھا بھی نہیں..... امی کی طبیعت اکثر خراب ہو جاتی تھی' میں کس طرح سنبھالتی تھی کیسے اسپتال لے کر جاتی تھی تم اندازہ نہیں کر سکتے۔' وہ فہد سے لگی مسلسل شکوے کیے جا رہی تھی۔ فہد اسے لیے اندر آ گیا تھا۔

"ہم نے تمہیں بہت مس کیا۔"

"مجھے اندازہ ہے' میں نے بھی تم لوگوں کو بہت مس کیا۔" وہ اسے چپ کرواتے ہوئے یقین دلا رہا تھا۔

"تم جھوٹ بول رہے' تمہیں ذرا یاد نہیں آئی ہوگی۔" اسے اس کی بات کا ذرا یقین نہیں آیا تھا۔

"میں سچ بول رہا ہوں تمہاری قسم۔" فہد نے شرارت سے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی۔ اس نے فورا" اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"بہت بدتمیز ہو تم۔ میری قسم کھا رہے ہو اگر میں مر گئی تو۔۔۔"

"تو کیا۔۔۔ بہت بڑا مقبرہ بنواؤں گا تمہارا' دنیا دیکھے گی اور کہے گی کہ فہد رضا کو اپنی بہن سے بہت محبت تھی۔"

"دفع ہو جاؤ بہت بدتمیز ہو تم' بڈھے ہو جاؤ گے پر سدھرو گے نہیں۔"

امل کی بات پر وہ خوب ہنسا تھا اور اپنا سامان ایک طرف رکھ کر صوفے پر ڈھیے گیا تھا۔ امل اس کے لیے پانی کا گلاس لے کر آئی تھی۔

"جھوٹے۔۔۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ تم معاذ کی شادی میں نہیں آرہے۔" امل نے اسے پانی کا گلاس پکڑاتے ہوئے کہا۔

"بس میں نے چاہا تھا تم سب کو سرپرائز دوں۔"

"فادی۔۔۔ سچ سچ بتاؤ تم نے وہاں شادی تو نہیں کی۔۔۔؟" امل نے اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے تفتیش کی۔ "میں تو سوچ رہی تھی کہ تم نے وہاں کسی گوری سے شادی کرلی ہوگی اور دو چار بچوں کو لے کر ہی پاکستان آؤ گے۔"

"بچوں کو لے تو آتا پر ان کے ایگزیم چل رہے تھے نہیں تو انہیں بھی بہت شوق تھا اپنی پھوپھو سے ملنے کا۔" فہد نے اتنی سنجیدگی سے کہا کہ حیرت سے امل کی آنکھیں پوری پھیل گئیں۔

"ک۔۔۔ کیا۔۔۔ تم نے سچ میں شادی کرلی۔۔۔؟"

"ہاں۔۔۔ چار بھتیجے بھتیجی ہیں تمہارے۔"

"ک۔۔۔ کب۔۔۔ کب کی شادی؟" امل صدمے سے بے ہوش ہونے والی تھی۔

"دو سال ہوگئے ہیں۔" فہد کے جواب پر اس کی ہنسی چھوٹ گئی تھی۔

"شادی کو دو سال۔۔۔ اور بچے چار۔۔۔ اوہ مائی گاڈ۔۔۔ فادی تمہارا جواب نہیں ہے۔" فہد جو حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا اسے فورا" اپنی غلطی کا احساس ہوا' وہ کچھ خجل سا ہوگیا جبکہ امل ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوگئی تھی۔

"پاگل ٹوئنز ہوئے ہیں دونوں بار۔" فہد نے فورا" ایک اور جھوٹ گھڑا۔

"دو سال میں وہ اتنے بڑے بھی ہوگئے کہ ان کے ایگزیم۔۔۔ اوہ مائی گاڈ۔۔۔" امل ہنس ہنس کر دوہری ہوگئی تھی اسے نہیں یاد کہ وہ آخری بار اس طرح کب ہنسی تھی شاید کئی سالوں پہلے کبھی ایسے ہنسی ہوگی۔

"فادی اتنے جھوٹ مت گھڑا کرو خدا کو منہ دکھانا ہے۔" امل کی بات پر وہ شرمندہ سا ہو کر سر کھجانے لگا۔

"امی کہاں ہیں؟" فہد نے اردگرد نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔

"تائی جان کے گھر ہیں' کھانا لاؤں تمہارے لیے؟" امل کو خیال آیا تو فورا" پوچھا۔

"نہیں فی الحال تو بھوک نہیں ہے' میں بس دس منٹ میں فریش ہو کر آتا ہوں پھر تائی جان کے گھر چلیں گے سب کو سرپرائز دیں گے' معاذ کو بھی منانا ہے۔" وہ اٹھ کر فریش ہونے چل پڑا تھا۔

امل خوش تھی بے پناہ خوش تھی' فہد آج بھی ویسا ہی تھا ہنستا مسکراتا' زندگی سے بھرپور۔

☆ ☆ ☆

معاذ اور ماہ زیب کی شادی بخیر و خوبی ہوگئی تھی۔ معاذ پتا نہیں خوش تھا یا نہیں' امل اس کے چہرے سے کوئی اندازہ نہیں لگا پائی تھی پھر بھی وہ اسے مطمئن لگا تھا۔ امل اس کی خوشیوں کے لیے دعا گو تھی۔

یہ میری عمر میرے ماہ و سال دے اس کو
میرے خدا میرے دکھ سے نکال دے اس کو

"امی میں سوچ رہا ہوں کوئی اچھا سا رشتہ دیکھ کر ایمل کی شادی کر دیتے ہیں۔" وہ میگزین ہاتھ میں لیے بیٹھی تھی، فہد کی آواز پر اس نے چونک کر اسے دیکھا وہ بہت سنجیدگی سے امی سے مخاطب تھا۔

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہی ہوں اب تم دونوں بہن بھائی کی شادی کر دیتی ہوں، مجھے منہاز کی بیٹی عائشہ بہت پسند آئی ہے تمہارا کیا خیال ہے؟" مدحت بیگم نے اس کا جواب جاننا چاہا۔

"مجھے چھوڑیں، مجھے تو سعد بھائی کی طرح ایک نہ ایک دن پرایا ہو ہی جانا ہے۔" وہ شرارت سے مسکراتے ہوئے بولا تو مدحت بیگم نے اس کے سر پر چپت رسید کی۔

"بھائی ہے تمہارا... ادب کیا کرو..."

"فکر مت کیجیے والدہ میں ان کی بہت عزت کرتا ہوں اور مستقبل میں انہی کے نقش قدم پر چل کر جورو کا غلام بن کر ملک اور قوم کا نام روشن کروں گا۔" وہ چہرے پر شریر سی مسکراہٹ سجائے نان اسٹاپ بول رہا تھا کہ اچانک کچھ یاد آیا۔

"اوہ یاد آیا... میں نے تو وہاں شادی کر لی تھی ایمل نے بتایا نہیں آپ کو، چار بچے بھی ہیں۔" مدحت بیگم نے اس کی کمر پر دھموکا رسید کیا۔

"شرم کرو..."

"کیسی ماں ہیں آپ... مائیں تو خوش ہوتی ہیں اور آپ یوں مار رہی ہیں مجھے۔" کمر سہلاتے ہوئے چہرے پر مسکینیت طاری کرتے ہوئے بولا تھا۔ مدحت بیگم اور ایمل اس کے انداز پر اپنی ہنسی نہیں روک پائی تھیں۔

ایمل نے میگزین کا صفحہ پلٹا تو اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا وہاں فیڈرل پبلک سروس کمیشن میں ٹاپ کرنے والے زیان بن حسان کا انٹرویو تھا یہ میگزین دو ماہ پہلے کا تھا وہ فروہ اور پھر زیب آپی کی شادی کی مصروفیات کی وجہ سے پڑھ نہیں پائی تھی۔ زیان بن حسان کی خوب صورت سی تصویر کے نیچے لکھا تھا۔

"مجھے خود سے اپنی ذات سے محبت ہے۔" اس سے محبت کے متعلق سوال کیا گیا تھا۔

ایمل کو بے ساختہ وہ نظم یاد آئی تھی اس نے بہت پہلے اپنی ڈائری میں لکھی تھی اس نظم کا عنوان "آئیڈیل" تھا۔

رنگ، ساحر کی غزلوں جیسا
لہجہ، جیسے فیض کا مصرعہ
آنکھیں، عمر خیام کا جادو
باتیں، بلھے شاہ کے دوہے
اور آواز میں وارث شاہ کی ہیر سنانے کی خوشبو
کاندھے سیمسن کی مانند
بانہیں اپالو جیسی
ہاتھ میں تیشہ اور قلم
یکساں مضبوطی سے تھامے
جب اک دن
میرا شہزادہ میرے سامنے آیا تو
میں آنکھیں میچے، ننگے پاؤں
واپسی کا ہر نقش مٹا کر
ساری دنیا چھوڑ کے اس کے پیچھے چل دی
بیچ سفر میں جا کر یہ ادراک ہوا
وہ اتنا مکمل ہے کہ اسے
خود اپنے علاوہ کسی اور کی ہستی کا اقرار نہیں
وہ سب کچھ ہے، سب کچھ ہے لیکن
اس کے دل میں پیار نہیں

اس نے میگزین بند کر کے ایک طرف رکھ دیا تھا۔

"ایمل تم فروہ کی دعوت کرنے کا کہہ رہی تھیں، آج فہد فارغ ہے یوں کرو اس کے ساتھ جا کر فروہ کو دعوت دے آؤ۔" مدحت بیگم نے اسے مشورہ دیا تھا۔

"چلو میں ڈراپ کر دوں گا۔" فہد نے فوراً آفر کی تو وہ اٹھ کر اس کے ساتھ چل پڑی تھی۔ کافی دن ہو گئے تھے فروہ سے ملے ہوئے نہ ہی وہ اسے فون کر سکی تھی۔ فہد اسے فروہ کے گھر کے پاس ڈراپ کر کے چلا گیا تھا۔

ڈرائنگ روم میں قدم رکھتے ہی اس کی نظر سامنے بیٹھے زیان بن حسان پر پڑی تھی جو موحد کے ساتھ باتوں میں مصروف تھا۔ اس پر نظر پڑتے ہی ایمل واپس مڑ گئی تھی۔ موحد باتوں میں اتنا مصروف تھا کہ اسے ایمل کی آمد کی خبر تک نہ ہوئی تھی مگر زیان بن حسان نے اسے مڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

☆ ☆ ☆

مدحت بیگم اور فہد اس کی شادی کے معاملے میں خاصے سنجیدہ تھے وہ بس خاموش تھی اس نے یہی سوچا ہوا تھا جہاں امی اور فہد کہیں گے خاموشی سے شادی کرلے گی وہ اب زندگی میں کبھی پہلے جیسی بے وقوفی نہیں کرے گی خوابوں اور سرابوں کے پیچھے بھاگنے والوں کے ہاتھ سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں آتا۔

اس نے حالات سے کمپرومائز کرلیا تھا پر ایک عجیب واقعہ رونما ہوا تھا اس کے لیے ایک رشتہ آیا تھا جو خاتون اپنے بیٹے کے لیے رشتہ لے کر آئی تھیں وہ کوئی عام خاتون نہیں تھیں شہر کے جانے مانے بزنس مین حسان احمد کی بیوی۔۔۔ اپنے غیر معمولی ذہین بیٹے زیان بن حسان کا رشتہ لے کر آئی تھیں جس نے حال ہی میں مقابلے کے امتحان میں ٹاپ کیا تھا مدحت بیگم خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں اور فہد بھی بہت خوش تھا اسے زیان بہت پسند آیا تھا پر ایمل نے گھر میں ہنگامہ کردیا تھا اس کی ایک ہی ضد تھی وہ یہاں شادی نہیں کرے گی اس کا یہ رد عمل فہد کی سمجھ سے باہر تھا۔

"ایمل کیا ہوگیا ہے تمہیں؟ زیان بہت اچھا لڑکا ہے' میں ملا ہوں اس سے' اتنی شاندار پرسنالٹی ہے یقین کرو میں تو بہت متاثر ہوا۔" فہد اس سے شدید متاثر نظر آرہا تھا۔

"ضروری نہیں ہے جیسا وہ دکھتا ہو۔ اتنا ہی اچھا بھی ہو' یہ جو غیر معمولی شکل و صورت والے انسان ہوتے ہیں نا۔۔۔ ان میں بہت غرور ہوتا ہے یہ انسان کو انسان نہیں سمجھتے' بڑے خود پسند ہوتے ہیں انہیں اپنے سوا کچھ نظر نہیں آتا' میں بہت عام سی انسان ہوں فادی اور میرا خیال ہے میرے لیے کوئی عام سا انسان ہی بہتر رہے گا۔"

"تم سے کس نے کہا کہ تم عام ہو۔۔۔ تم ہرگز بھی مینگو پیپل نہیں ہو۔" فہد نے مسکراتے ہوئے کہا پر ایمل بالکل نہیں مسکرا سکی تھی وہ شدید ٹینشن میں تھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی زیان بن حسان نے یہ نیا شوشا کیوں چھوڑا ہے۔

"فادی! تم لوگ جہاں بھی کہو گے میں شادی کرلوں گی پر پلیز۔۔۔ یہاں نہیں۔۔۔" وہ التجائیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی فہد سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا اتنا شاندار پرپوزل ٹھکرانا اس کے خیال میں کفران نعمت تھا۔

مدحت بیگم بھی اسے منا منا کر تھک گئی تھیں پر اس کی نہ ہاں میں نہیں بدل رہی تھی۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی زیان نے کیوں رشتہ بھیجا ہے۔

"شاید اس لیے وہ ساری زندگی مجھ پر طنز کرتا رہے گا' مجھے ذلیل کرتا رہے گا۔" وہ ہونٹ کچلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔

شام تک فروہ آگئی تھی ایمل اسے دیکھتے ہی سمجھ گئی تھی اسے مدحت بیگم اور فہد نے بلوایا ہوگا اسے سمجھانے کے لیے۔

"ہمی! کیوں انکار کررہی ہو؟ کیا کمی ہے اس میں؟" فروہ کے سوال پر اس نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا تھا وہ یوں سوال کررہی تھی جیسے کچھ نہ جانتی ہو۔

"وہ سچے دل سے تمہارا طلب گار ہے۔"

"وہ انتہائی خود پسند انسان ہے اسے صرف اپنی ذات سے محبت ہے اور وہ اپنے سوا کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔۔۔"

"وہ بدل گیا ہے۔"

"یہ ایک ناممکن بات ہے۔"

"تم اسے ٹھکرا کر بے وقوفی کررہی ہو۔"

"میں نے ساری زندگی بے وقوفیاں ہی کی ہیں ایک اور سہی۔"

"اہمل وہ سچ میں بدل گیا ہے وہ تم سے شدید محبت کرنے لگا ہے۔"
"اور میں اس سے شدید نفرت کرنے لگی ہوں۔"
اہمل نے دوبدو جواب دیا تھا۔
"اہمل وہ بہت شرمندہ..." فروہ نے کچھ بولنا ہی چاہا تھا کہ اہمل نے اس کی بات کاٹ دی۔
"فری اگر تم نے ایک لفظ بھی اس کے حق میں بولا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔ تم لوگ اس کی جتنی بھی حمایت کرلو پر میں اس سے شادی نہیں کروں گی یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ فہد اور امی تو کچھ نہیں جانتے پر تم تو جانتی ہو نا تم کیوں ان کے کہنے پر مجھے قائل کرنے..."
"مجھے فہد اور آنٹی نے نہیں کہا..." فروہ نے فوراً" اس کی غلط فہمی دور کی۔
"مجھے زیان بن حسان نے بھیجا ہے۔" فروہ کی بات پر اہمل نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہ خوش نہیں تھی تو غمگین بھی نہیں تھی۔ گھر میں اب زیان بن حسان کے رشتے کا ذکر نہیں ہوتا تھا اسے نہیں معلوم تھا کہ اس رشتے سے انکار کردیا گیا ہے یا نہیں' اس کے لیے یہی بہت تھا کہ اب امی اور فہد اس رشتے سے ہاں کے لیے اصرار نہیں کرتے۔
وہ جلدی جلدی تیار ہو رہی تھی فروہ نے اسے بلوایا تھا کوئی بہت ضروری کام تھا اس کے اصرار پر بھی فروہ نے کام نہیں بتایا تھا وہ امی کو مطلع کرکے فروہ کی طرف چل دی تھی۔
وہ ابھی فروہ کے محل نما گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھی تھی اس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی وہ چائے بنانے چلی گئی تھی وہ بائیں طرف دیوار پر لگی پینٹنگز کو دیکھ رہی تھی جب مردانہ بوٹوں کی ٹک ٹک پر اس نے دروازے کی طرف دیکھا زیان بن حسان کو دیکھ کر وہ فوراً" جانے کے لیے کھڑی ہوگئی تھی اسے فروہ سے اس حرکت کی امید نہیں تھی۔

"بیٹھ جاؤ پلیز۔" ان گرے آنکھوں میں التجا تھی اہمل انکار نہیں کر سکی تھی۔ وہ اس کے بالکل سامنے صوفے پر بیٹھ گیا تھا اہمل اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی اسے یہ ڈر تھا کہیں وہ اپنے ہوش نہ گنوا دے۔ اس میں اہمل رضا کا قصور نہیں تھا زیان بن حسان تھا ہی ایسا۔

"میرا نام زیان بن حسان ہے' میں حسان احمد اور مہتاب حسان کا اکلوتا بیٹا ہوں سات سال بعد بہت منتوں اور مرادوں کے بعد اللہ نے ان کی گود بھری تھی۔ زیان بن حسان کو اپنی اہمیت کا اچھی طرح اندازہ تھا وہ جہاں جاتا تھا محبتیں اس کی منتظر ہوتی تھیں اور وہ ان محبتوں کو اپنا حق سمجھ کر وصول کرتا تھا وہ جہاں جاتا تھا نمایاں رہتا تھا اپنے اکیڈمک ریکارڈ' ذہانت' وجاہت اور شاندار پرسنالٹی کی وجہ سے۔ اسے شروع سے فرنٹ پر رہنے کی عادت تھی وہ کبھی اگنور نہیں ہوا تھا۔" اہمل کو سمجھ نہیں آئی تھی وہ اسے "زیان نامہ" کیوں سنا رہا ہے وہ اگر اسے متاثر کرنا چاہ رہا ہے تو یہ انتہائی فضول حرکت تھی وہ پہلے ہی اس سے متاثر تھی۔

"تمہیں پہلی بار میں نے بیت بازی مقابلے میں دیکھا تھا تم مجھے بالکل عام سی لگی تھیں تمہاری خوب صورتی نے مجھے بالکل متاثر نہیں کیا تھا وجہ یہ تھی کہ میرے سرکل میں تم سے زیادہ خوب صورت لڑکیاں تھیں جو میرے قدموں میں بچھنے کو تیار رہتی تھیں۔" اہمل نے لب کچلتے ہوئے اس خود پسند انسان کو دیکھا تھا وہ فوراً" بیگ اٹھا کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی وہ آج پھر اس کے ہاتھوں اپنی انسلٹ نہیں کروانا چاہتی تھی۔

"بیٹھ جاؤ' ابھی میری بات مکمل نہیں ہوئی' میں آج پوری سچائی سے تمہیں اپنے متعلق بتا رہا ہوں تاکہ تم سوچ سمجھ کر فیصلہ کر سکو' مجھے زندگی میں کبھی ایسی صورت حال کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ پر تم وہ واحد لڑکی ہو جس نے میرے ہوش اڑا دیے ہیں پہلے مجھے ہرا کر اور پھر میرے رشتے کو ٹھکرا کے۔" وہ اہمل رضا کی برتری تسلیم کر رہا تھا اور یہ ایک حیرت انگیز بات تھی۔

"اس دن تمہاری وجہ سے میری ذات پس منظر میں چلی گئی تھی ہال میں بیٹھے تمام لوگوں کی توجہ تمہاری طرف ہوتی دیکھ کر مجھے تم شدید بری لگ رہی تھیں پھر تمہارا چیلنجنگ انداز مجھے مزید تاؤ دلا رہا تھا میری یہی کوشش تھی کہ میں تمہاری ٹیم کو جلد از جلد مقابلے سے باہر کردوں اور میں کچھ ہی دیر میں اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا تھا۔ تمہاری آنکھوں میں آنسو دیکھ کر مجھے بے پناہ خوشی ہوئی تھی۔ مجھے لگا تھا' میں وہاں بیٹھے ہر شخص کو یہ بات جتا دی ہے کہ "میں ناقابل شکست ہوں" زیان بن حسان کو ہرانا اتنا آسان نہیں ہے۔

اگلے دن میری زندگی کا بہت برا دن تھا' میں نے اس کے بعد بے حساب کامیابیاں سمیٹیں پر اس ہار کا غم میں نہیں بھول سکا تھا ہار اور وہ بھی ایک لڑکی سے یہ بات میری انا کو کسی طور قبول نہیں تھی تمہارا چہرہ ہر وقت میری آنکھوں کے سامنے رہتا تھا' میں نے سوچ لیا تھا زندگی میں کبھی موقع ملا تو تمہیں نیچا دکھا کر اپنی اس شکست کا بدلہ لوں گا فیس بک پر تم نے مجھے ایڈ کرنے کی ریکویسٹ سینڈ کی تھی جو میں نے ریجیکٹ کر دی تھی اس دن میں تم پر بہت ہنسا تھا تم بھی ایک عام سی لڑکی ہو اور متاثرین زیان میں شامل ہو۔" اہمل سر جھکائے ہونٹ کچل رہی تھی اس نے زندگی میں یہ غلطی کیوں کی۔۔۔ کاش وہ وقت کو پیچھے لے جا سکتی۔

"پھر تم مجھے موحد کی شادی میں ملی تھیں "نوجوان نسل کے حالات" پر اپنے خیالات کا اظہار کرتی ہوئی۔ میں تمہیں فوراً" پہچان گیا تھا پہچانتا کیوں نہیں تمہاری طرف میرا کئی سال پرانا حساب باقی تھا۔

میرا خیال تھا کہ تم اسی لیے میرے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہو کہ تمہاری طرف میرا حساب رہتا ہے پر اس دن میری یہ سوچ غلط ثابت ہو گئی جانے کیوں تمہاری یوں انسلٹ کر کے میں کچھ بے چین سا ہو گیا تھا تمہاری وہ آنسو بھری آنکھیں جب بھی مجھے یاد آتی تھیں میرا سکون برباد ہونے لگتا تھا پھر فروہ نے مجھے فون

کر کے خوب سنائی۔ غصہ تو مجھے بہت آیا تھا پر میں خاموش رہا۔ وجہ یہ تھی کہ فروہ موحد کی بیوی ہے اور موحد میرا بہت اچھا دوست۔۔۔۔ پھر اس دن تم مجھے یہاں بیٹھے دیکھ کر فورا" واپس چلی گئی تھیں۔۔۔ میں تمہارا چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا پر میں نے تمہیں پہچان لیا تھا۔ اس وقت میرے دل نے بڑی شدت سے خواہش کی تھی کہ میں تمہیں دیکھوں۔۔۔ پر میں اس خواہش پر عمل نہیں کر سکا تھا۔

ماما ان دنوں میری شادی کا پلان بنا رہی تھیں وہ مجھے جو لڑکی دکھاتیں میں اسے ریجیکٹ کر دیتا۔ وہ آخر کار تھک گئیں اور مجھ سے میری پسند پوچھنے لگیں میرے دل میں جانے کیا سمائی تمہارا نام لے دیا۔ ماما اگلے ہی دن میرا رشتہ لے کر تمہارے گھر چلی گئیں تمہارے گھر والوں نے سوچنے کا ٹائم مانگا مجھے حیرت ہوئی اتنے شاندار پرپوزل پر میرا نہیں خیال تھا کہ کوئی سوچنے کا ٹائم مانگتا اور وہ بھی جب جبکہ لڑکی میری محبت میں گرفتار تھی۔ پھر یہ انتظار طویل ہو تا گیا تمہارے گھر والوں کی یہ خاموشی میرے صبر کا امتحان لے رہی تھی پھر میں نے فروہ کو تمہارے پاس بھیجا تو تم نے صاف انکار کر دیا کہ تم مجھ جیسے خود پسند انسان سے شادی نہیں کر سکتیں۔ اہمل رضا! زیان بن حسان کچھ عرصے پہلے واقعی خود پسند تھا پر وہ اب صرف اہمل پسند ہے۔ تم نے مجھے چاروں شانے چت کر دیا ہے' میں تمہارے سامنے اپنا دل ہار گیا ہوں اور بڑے کھلے دل سے اپنی ہار تسلیم کرتا ہوں تم پلیز۔۔۔۔ مجھے ریجیکٹ مت کرو مجھے کبھی کسی نے ریجیکٹ نہیں کیا۔ پلیز مجھے یوں ریجیکٹ مت کرو۔۔۔ میں بکھر جاؤں گا۔" زیان بن حسان اس کے سامنے التجا کر رہا تھا' اہمل نے اسے دیکھا وہ یوں گڑگڑاتا کتنا برا لگ رہا تھا۔

"میں نے اس دن تمہاری بہت انسلٹ کی تھی' میں بہت شرمندہ ہوں' آئی ایم ویری سوری۔۔۔" اہمل رضا کو یوں معافی طلب کرتا زیان بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا محبت نے اس سلطان کو گدا بنا دیا تھا۔

"اہمل پلیز کچھ بولو۔۔۔" اہمل کی خاموشی پر اس نے بے چینی سے اسے دیکھا تھا۔

"آپ اتنے پڑھے لکھے ہیں آپ کو نہیں پتا خاموشی کا کیا مطلب ہوتا ہے۔۔۔؟" اہمل کے جواب پر زیان نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا۔ اہمل کے چہرے پر مسکراہٹ تھی محبت کرنے والے سنگدل نہیں ہوتے وہ پھر کیسے سنگدل بن کر زیان کا دل توڑتی۔ وہ تو اس سے محبت کرتی تھی زیان نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔

"تھینک گاڈ تم دونوں کی صلح ہو گئی۔" اسی لمحے ٹرالی میں لوازمات سجائے فروہ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تھی۔

"تھینک یو سو مچ فروہ' میں آپ کا احسان۔۔۔" زیان بول ہی رہا تھا کہ فروہ نے اس کی بات کاٹی۔

"آپ میرے اس احسان کا بدلہ اتار سکتے ہیں زیان بھائی۔۔۔ میری اس پاگل دوست کو کبھی دکھی مت ہونے دینا۔" فروہ نے زیان کو چائے کا کپ تھماتے ہوئے کہا۔

اہمل نے "پاگل" لفظ پر فروہ کو گھور کر دیکھا تھا اس کی اس گھوری پر فروہ ہی نہیں زیان بھی ہنس پڑا تھا۔

اہمل رضا نے ایک طویل سفر کے بعد آخر کار منزل پالی تھی۔